مارچ 2021ء

صوبہ خیبر پختونخوا کا واحد زرعی ماہنامہ

زراعت نامہ

خیبر پختونخوا

رجسٹرڈ نمبر: P-217
جلد: 44 شمارہ: 9
مارچ 2021ء

صوبہ خیبر پختونخوا کا واحد زرعی رسالہ

زراعت نامہ

خیبر پختونخوا

فہرست

اداریہ	2
گندم کی کنگی اور سست تیلہ کا انسداد	3
بنوں ڈویژن میں بہاریہ مکئی کی کاشت	7
ادرک، ٹینڈا اور گھیا کدو کی کاشت	9
ٹماٹر کی کاشت اور نگہداشت	15
ڈیرہ اسماعیل خان میں امرود کی کاشت	17
زیتون اگائیں بیماریاں بھگائیں	20
دیگر صوبوں کی نسبت صوبہ خیبر پختونخوا میں گنے کی فی ایکڑ پیداوار	22
موسم گرما کے پھول	24
برفانی جھیلوں کے پھٹنے سے آنے والے سیلاب کے خطرے میں کمی	26
پانی ایک قیمتی اثاثہ ہے	28
Goat farming	29
بھیڑ بکریوں میں مرض کاٹا کی اہمیت، علاج اور روک تھام	31
پالتو جانوروں کی دیکھ بھال	34
ضروری ہدایت برائے ماہی پروری	39

مجلس ادارت

نگران اعلیٰ: ڈاکٹر محمد اسرار
سیکریٹری زراعت حکومت صوبہ خیبر پختونخوا

چیف ایڈیٹر: عابد کمال
ڈائریکٹر جنرل زراعت شعبہ توسیع

ایڈیٹر: سید عقیل شاہ
ڈپٹی ڈائریکٹر ایگریکلچرل انفارمیشن

معاون ایڈیٹرز: محمد عمران
ڈپٹی ڈائریکٹر (رابطہ ونشرواشاعت)
خولہ بی بی
ایگریکلچر آفیسر (تعلقات عامہ ونشرواشاعت)

گرافکس و ٹائٹل: نوید احمد
کمپوزنگ: محمد یاسر
فوٹوز: سید فاروق شاہ

ہم آپ کی آراء، سوال وجواب اور مضامین کے منتظر رہیں گے

Website
www.zarat.kp.gov.pk

facebook
Bureau of Agriculture Information KPK

EMAIL
bai.info378@gmail.com

مطبع: گورنمنٹ پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری ڈیپارٹمنٹ خیبر پختونخوا پشاور

بیورو آف ایگریکلچرل انفارمیشن محکمہ زراعت شعبہ توسیع جمرود روڈ پشاور
فون: 091-9224239 فیکس: 091-9224318

مجوزہ قیمت -/20 روپے
سالانہ قیمت -/240 روپے

اداریہ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ:

قارئین کرام مارچ کے مہینے کا شمارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ مارچ کا مہینہ ہم سب کیلئے خوشبوؤں کا اور حسین رنگوں کا مہینہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مہینے بہار کا موسم جوبن پر ہوتا ہے۔ پاکستان اپنے محل وقوع، موسم اور زمینی خدوخال کے بنا پر پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار کے لیے بہت موزوں ہے۔ یہاں بلند و بالا پہاڑی سلسلوں کے ساتھ ساتھ دریاؤں سے سیراب میدانی علاقے اور صحرا دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ شمالی علاقہ جات بالخصوص سوات، ہزارہ اور چترال سرد آب وہوا کے بنا پر بے موسمی سبزیوں کی کاشت اور اعلیٰ اقسام کے پھلوں آڑو، سیب، جاپانی پھل املوک، خوبانی، آلو بخارا اور اخروٹ کیلئے نہایت موزوں ہیں۔

قارئین سبزیوں کی کاشت فن باغبانی کا ایک نہایت اہم حصہ ہے۔ سبزیاں انسانی صحت کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کا استعمال ہر دن کسی نہ کسی صورت میں ضرور ہوتا ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کی عالمی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی ادارہ برائے خوراک وصحت نے سال 2021 کو سبزیوں اور پھلوں کا عالمی سال قرار دیا ہے۔ اس کا مقصد عالمی سطح پر پھلوں اور سبزیوں کے فوڈ سیکیورٹی کیلئے اہم کردار کو اجاگر کرنا ہے۔ پھل اور سبزیاں کاشتکار کی آمدن کا بہترین ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ غذائی تحفظ اور معیار کیلئے بھی اہم ہیں۔ اس سال کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے کسان بھائیوں کو چاہیئے کہ سبزیوں اور پھلوں کے کاشت کو فروغ دیں۔ نیز ہمیں چاہیئے کہ گھریلو پیمانے پر سبزیوں کی کاشت کو ترویج دیں تا کہ صحت مند غذا کے ساتھ ہماری اپنی گھریلو ضروریات بھی پوری ہوسکیں۔

زرعی ترقی موجودہ حکومت کی ترجیحات میں سرفہرست ہے۔ حکومت تمام پیداواری ذرائع کو قومی وسائل کے مطابق بروئے کار لانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ تا کہ زرعی ترقی کے لیے اہم اقدامات کئے جاسکیں۔ زیادہ سے زیادہ پودے لگانے اور ملک کو سرسبز و شاداب بنانے کے مقصد کے حصول کیلئے وزیر اعظم پاکستان کی مہم صاف ستھرا اور سرسبز پاکستان عوامی تحریک کی حیثیت رکھتی ہے جس کا مقصد پاکستان میں پائیدار اور محفوظ ماحول کے حصول کیلئے عوام میں طرز عمل کی تبدیلی لانا ہے۔ کسی ملک کی ترقیاتی اہداف بالخصوص غربت کے خاتمے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے ماحول کی پائیداری ایک کلیدی عنصر ہے۔ وزیر اعظم پاکستان کی اس قومی مہم کے تحت طرز عمل میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی صفائی کیلئے پانچ اہم اجزا پودے لگانا، ٹھوس اور مائع فضلہ کا مناسب انتظام، حفظان صحت، صفائی اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی جیسے عوامل شامل ہیں۔ صوبائی حکومت نے بھی صوبے میں زیادہ سے زیادہ پودوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لیے اربن فارسٹ اور زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کے لیے مختلف منصوبے شروع کیے ہیں۔ تا کہ قومی وسائل کو بہتر طریقہ سے بروئے کار لا کر حکومتی پالیسی سے فائدہ اُٹھایا جاسکے۔ قومی شجرکاری مہم کے دوران ضلع باجوڑ کی زرخیز زمین کی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ زراعت نے 150 ایکڑ پر ڈھائی لاکھ سے زائد زیتون کی شجرکاری کی۔ ایک اندازے کے مطابق ایک ایکڑ سے با آسانی 3300 کلوگرام زیتون مل سکتا ہے۔ اُمید ہے بہت جلد باجوڑ دوسرے صوبوں کو بھی زیتون کا تیل مہیا کرے گا۔ باجوڑ کے علاوہ قومی شجرکاری مہم کے دوران نوشہرہ، مردان اور دیگر اضلاع میں بھی زیتون کے پودے لگائے گئے تا کہ زیتون کی کاشت کو فروغ دیا جاسکے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اس شجرکاری مہم کے دوران حکومتی تحریک کا حصہ بنیں اور زیادہ سے زیادہ پودے لگانے میں حکومت کا ساتھ دیں۔ تا کہ ہماری آنے والی نسلیں صاف ماحول میں پروان چڑھ سکیں۔ یہ درخت ہمارے لیے صدقہ جاریہ بھی ہیں اور بقا کے ضامن بھی۔

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

خیر اندیش ایڈیٹر

گندم کی کنگی اور سست تیلہ کا انسداد

تحریر: رفعت علی (ریسرچ آفیسر) سی سی آر آئی پیر سباق نوشہرہ

ملکی غذائی ضرورت کا ۵۷ فیصد سے زیادہ گندم کی فصل سے ہی پورا ہوتا ہے لہٰذا ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر گندم کی پیداوار میں اضافہ نہایت ضروری ہے۔ گندم کی فصل پر مختلف قسم کی بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں مثلاً کنگی (Rust)، سفید پھپھوندی (Powdery Mildew)، دانوں کے سروں کا کالا ہوجانا (Black Point)، نامکمل کنگیاری (Partial Bunt/KarnalBunt)، کھلی کنگیاری (Loose Smut) ہیں۔ ان تمام امراضِ گندم میں گندم کی کنگی (Wheat Rust) نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے زرعی پیداوار کے لیے خطرناک قرار دی جا چکی ہے۔ کیونکہ یہ بیماری (Climatic Change) کی وجہ سے وبائی صورت اختیار کر کے گندم کی پیداوار میں کمی کا باعث بن سکتی ہے۔

گندم کی کنگی (Wheat rust) کا مرض کیا ہے۔

اس بیماری کو کنگی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ لوہے کے زنگ سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس مرض میں پتوں کے اوپر والے حصے پر زرد رنگ سے لے کر کالے بھورے رنگ کا سفوف بنتا ہے جو کنگی پیدا کرنے والے پھپھوندی کے تخم (Urediospores) ہوتے ہیں۔ یہ پھپھوندی (Urediospores) ہوا کے ذریعے مختلف علاقوں تک پہنچتے ہیں۔ جو سازگار موسمی حالات (Favourable condition) میسر آنے پر فصل کی پیداوار میں کمی کا سبب بنتے ہیں۔

جب موسمی حالات سازگار رہوں اور ہوا میں نمی کی مقدار زیادہ ہو تو یہ بیماری وبائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

گندم کی کنگی کی اقسام:۔

ا۔ بھوری کنگی (Brown Rust/Leaf):۔

اس بیماری میں پودوں کے پتوں پر نارنجی سرخ (Brown spores) سفوف بنتے ہیں جو قطار میں نہیں ہوتے۔ اس بیماری کا حملہ تقریباً مارچ کے وسط یا اپریل کے شروع میں ہوتا ہے۔ اس بیماری کے پھیلاؤ کے لیے موزوں ترین درجہ حرارت پندرہ تا بارہ ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ یہ بیماری ملک کے جنوبی اور ساحلی علاقوں میں زیادہ ہوتی ہیں۔

۲۔ زرد کنگی (Yellow Rust/Stripe):۔

اس بیماری کی پہچان یہ ہے کہ پودوں کے پتوں پر زرد داغ (Pustules) قطار کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ان داغوں میں زرد سفوف (Yellow spores) ہوتے ہیں اگر متاثرہ پودے سے گزر ہو جائے تو کپڑوں کے ساتھ یہ زرد سفوف با آسانی چپک جاتے ہیں یہ بیماری نہ صرف پتوں پر حملہ کرتی ہے بلکہ سٹوں کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اس بیماری کا حملہ سٹوں پر ابتدائی حالت میں ہوتا ہے۔ اگر حملے میں

شدت پائی جائے تو فصل کو نقصان ۲۰ تا ۵۰ فیصد تک ہوسکتا ہے۔ یہ داغ ابتداء میں پیلے رنگ کے ہوتے ہیں بعد میں پختگی کی صورت میں کالے رنگ میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ وبائی صورت اختیار کرنے کے لیے موزوں درجہ حرارت ۱۲ تا ۲۰ ڈگری سنٹی گریڈ ہے۔ یہ بیماری خیبر پختونخوا کے تمام علاقوں میں ریکارڈ ہوئی ہے۔اس بیماری کا نقصان بھوری کنگی سے کہیں زیادہ ہے۔

۳۔سیاہ کنگی (Black Rust/Stem):۔

اس بیماری کی پہچان یہ ہے کہ یہ پتوں اور تنے پر کالے رنگ کا سفوف بناتے ہیں۔ یہ بیماری یوگنڈا کی گندم کی ایک خطرناک ریس (Race) UG-99 سے پورے ملک میں شروع ہوئی اور مشرق وسطیٰ سے ہوکے ایران داخل ہوئی۔اس خطرناک بیماری سے پاکستان میں بھی گندم کی فصل متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ بیماری پتوں اور تنوں پر بیضوی دھبوں کی شکل میں آتی ہے۔شروع میں اس کا رنگ بھورا ہوتا ہے اور پھر بعد میں اس کا رنگ تبدیل ہوکر سیاہ بن جاتا ہے۔پختگی کے ساتھ ساتھ یہ دھبے پھٹ جاتے ہیں اور اس سے گہرے بھورے رنگ کا پاؤڈر نمودار ہوتا ہے۔اس بیماری کے پھیلاؤ کے لیے موزوں درجہ حرارت ۲۰ سے ۳۰ ڈگری سنٹی گریڈ ہے۔اس بیماری کا حملہ گرم علاقوں میں لیٹ اقسام پر ہوتا ہے۔

گندم کی کنگی کا انسداد:۔

ا۔ کاشتی طریقہ (Cultural Methods):۔

بعض ایسے تدابیر کرکے کنگی کے مرض کو کم سے کم سطح پر رکھا جاسکتا ہے۔مثلاً

☆ گندم کی کاشت کے لیے قوت مدافعت والی قسام کا انتخاب کیا جائے۔
☆ گندم کی کاشت ہر صورت میں ۲۰ نومبر تک مکمل کی جائے۔
☆ وہ اقسام کاشت کریں جو اگیتی بوائی اور جلد پکنے والی ہوں۔
☆ ایک سے زیادہ اقسام کاشت کریں۔
☆ جو اقسام قوت مدافعت کھو چکی ہوں ان کو ہرگز کاشت نہ کیا جائے مثلاً فیصل آباد2008، سحر2006, گلیکسی۔2013، انقلاب ۱۹، بھکر 2002، سلیم۔2000 وغیرہ۔
☆ مختلف اقسام کو ان کی سفارش کردہ اوقات میں کاشت کریں۔
☆ سفارش کردہ مقدار سے زیادہ نائٹروجن کھاد مدافعت نہ رکھنے والی قسموں میں بیماری کی شدت میں اضافہ کردیتی ہے۔
☆ پوٹاش کھاد کا مناسب استعمال پودوں کی قوت مدافعت زیادہ کرنے میں مدد دیتی ہے۔
☆ جڑی بوٹیوں اور بیمار پودوں کو تلف کرنا چاہیے۔

۲۔ جنسیاتی مزاحمت (Genetic Resistance):۔

☆ گندم کی فصل کو کنگی سے بچانے والی تدابیر میں یہ سب سے بہتر ہے۔
☆ زیادہ قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کاشت کریں۔

پیر سباق2019 ، گلزار۔2019 ، خائستہ۔2017 ، ودان۔2017

پسینہ 2017، پیرسباق۔2015 ، پیرسباق 2013 اور شاہکار۔2013

۳- کیمیائی طریقہ (Chemical Control):۔

کوشش یہ کی جائے کہ جملہ تدابیر میں پہلے بیان کی گئی دو تدابیر اپنائی جائیں کیونکہ یہ کنگی کو کنٹرول کرنے کے ماحول دوست طریقے ہیں۔لیکن وبائی صورت (Epidemic) اختیار کرنے کے خدشے کی صورت میں پھپھوندی کش زہریں استعمال کرنی چاہیئے۔مگر زہریں استعمال کرنے میں قباحت یہ ہے کہ کاشتکار کو کنگی کی بروقت پہچان نہیں ہوتی وہ اپنے کھیت میں صرف پیلے پتے (کسی اور وجہ سے) دیکھ کر زہروں کا استعمال شروع کردیتا ہے۔جو کہ بعد میں کافی مہنگا اور ضرررساں ثابت ہوتا ہے۔

کاشتکاروں کے لیے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ حملہ سب سے پہلے کھیت کے کچھ حصے پر ٹکڑیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر وہاں سے پورے کھیت میں یہ بیماری پھیل جاتی ہے۔کسان کو چاہیے کہ وہ 15 یا 20 جنوری کے بعد باقاعدگی کے ساتھ اپنی فصل کا معائنہ کرتا رہے۔کنگی کے آثار ظاہر ہوتے ہی صرف متاثرہ حصے پر پھپھوندی کش زہروں کا سپرے مناسب مقداروں میں کیا جائے تاکہ یہ بیماری کھیت کے دوسرے حصوں تک جانے نہ پائے۔

کھیت کے معائنے کے دوران جیسے ہی کنگی سے متاثرہ حصہ ملے تو مندرجہ ذیل پھپھوندی کش زہروں میں سے کسی ایک کا فوری سپرے کریں۔

۱ Tebuconzale
۲ Thidmefon
۳ Propiconazole
۴ Tebuconazale +Triflorytrobin

کسان حضرات تیز ہوا، دھند اور بارش میں سپرے نہ کریں۔سپرے کرتے وقت نوزل کی سمت فصل کی طرف مناسب فاصلے پر ہو اور سپرے کرنے والے کی رفتار بھی مناسب ہو۔سپرے کرنے سے پہلے اور بعد میں حفاظتی تدابیر اختیار کریں۔

سست تیلہ غذائی فصلات کو بڑی حد تک نقصان پہنچا سکتا ہے۔بالغ تیلے سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ان کا سائز چیونٹی کے سائز کے برابر ہوتا ہے۔نابالغ بھی بالغ کی طرح ہوتے ہیں۔صرف ان کا سائز بالغ سے قدرے چھوٹا ہوتا ہے۔یہ کیڑا فروری سے مارچ تک سٹوں اور پتوں پر پایا جاتا ہے۔یہ کیڑا پودے کا رس چوستا ہے اور ایک میٹھا اور سا مادہ خارج کرتا ہے جو کہ پتے کی سطح پر جمع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پتا سیاہ ہو جاتا ہے۔اس سیاہ تہہ کی وجہ سے خوراک بنانے کا عمل متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے پودے کی مضبوطی متاثر ہوتی ہے اور پھر اس کا منفی اثر پیداوار پر پڑتا ہے۔سست تیلہ پتوں اور سٹوں سے خوراک حاصل کرنا پسند کرتا ہے۔خوراک حاصل کرنے کے عمل کے دوران یہ کیڑا زہریلا مادہ بھی منتقل کرسکتا ہے جس کی وجہ سے پودا بے رنگا ہوسکتا ہے۔شدید حملہ شدہ پتوں پر سفید، جامنی یا پیلی لکیریں بن جاتی ہیں۔سٹے چھوٹے رہ جاتے ہیں اور دانے بھی اچھی طرح نہیں بن پاتے اور بعض مرتبہ دانے بالکل ہی نہیں بنتے۔

مختلف اقسام کے تیلے پاکستان میں گندم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔سست تیلہ (ایفڈ) کے انڈوں سے بچے موسم بہار (فروری تا مارچ) میں نکل آتے ہیں جب موسم گرم ہو جاتا ہے۔انڈے سے جتنے بچے نکلتے ہیں وہ سب بغیر پروں والی مادہ ہوتی ہیں۔یہ مادہ کیڑے بالغ ہونے

پر کھانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے بعد نسل بڑھانے لگتے ہیں۔ سست تیلہ فروری تا اکتوبر متحرک رہتے ہیں اور دسمبر تا جنوری میں غیر متحرک ہو جاتے ہیں۔ ان کا حملہ پچھیتی کاشتہ فصل اور زیادہ نائٹروجنی کھاد دی گئی فصل پر زیادہ ہوتا ہے۔ زیادہ نائٹروجنی کھاد کے استعمال سے فصل نرم ہو جاتی ہے۔ زیادہ درجہ حرارت پر سست تیلہ مرنا شروع ہو جاتا ہے۔ تیلے گندم کی فصل کی نسبت کینولہ کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ گندم کے تیلے پر دوست کیڑے مثلاً لیڈی برڈ بیٹل اور لیس ونگ حملہ کرتے ہیں۔

- ☆ اپنے علاقے کیلئے تجویز کردہ اقسام کاشت کی جائیں۔ مزید معلومات محکمہ زراعت یا دیگر زرعی ماہرین سے حاصل کی جا سکتی ہیں
- ☆ فصل کو نومبر میں کاشت کیا جائے تاخیر نہ کی جائے۔
- ☆ گندم کے درمیان کینولہ کاشت کیا جائے۔ ہر ۴۰۰ فٹ گندم کے بعد ایک کنال کینولہ کا بلاک لگایا جائے۔
- ☆ نائٹروجنی کھاد کا بے دریغ استعمال نہ کیا جائے۔
- ☆ ہفتہ وار کھیت کی پیسٹ سکاؤٹنگ کریں تاکہ کیڑے کے حملے کا شروع میں ہی پتہ چل جائے۔
- ☆ متاثرہ پودوں، دانوں اور جڑی بوٹیوں کو اکھاڑ کر تلف کر دیں۔
- ☆ کیڑوں مثلاً لیڈی برڈ بیٹل، لیس ونگ، طفیلی بھڑوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے کیونکہ یہ اپنی زندگی میں سینکڑوں تیلوں کو کھا جاتے ہیں

سپرے کی احتیاطیں:

کیمیائی زہروں (کیڑے مار زہریں، جڑی بوٹی مار زہریں، پھپھوندی کش ادویات) کو استعمال کرنے سے پہلے لیبل پر دی گئی ہدایات کو غور سے پڑھیں۔ سپرے کے دوران ہاتھوں پر ربڑ کے لمبے دستانے، پگڑی/ٹوپی، آنکھوں پر عینک اور چہرے پر ماسک لگائیں سپرے کے دوران کھانے پینے اور تمباکو نوشی سے پرہیز کریں۔ سپرے مکمل کرنے کے بعد دن کے آخر میں اچھی طرح نہائیں استعمال کے بعد سپرے کے خالی ڈبوں کو زمین میں گہرا گڑھا کھود کر دبا دیں فصل کی برداشت (کٹائی) اور آخری سپرے کے دوران تجویز کردہ مناسب وقفہ رکھیں۔ کسی بھی قسم کی ایمرجنسی کی صورت میں پیسٹی سائیڈ کے لیبل کے سمیت قریبی ڈاکٹر سے فوری رجوع کریں۔

گندم کی فصل ۔ سفارشات برائے ماہ مارچ (وسط پھاگن تا وسط چیت)

(1) گندم پر سست تیلیہ کا حملہ ہوتا ہے۔ اس کا انسداد ضروری ہے اگر تیز بارش ہو جائے تو سست تیلیہ کی تعداد کافی حد تک کم ہو جاتی ہے۔

(2) میدانی علاقوں میں گندم کو آخری پانی احتیاط سے دیں۔

(3) کانگیاری سے متاثرہ پودوں کو نکالنے کیلئے فصل کا معائنہ جاری رکھیں بیمار پودوں کو نکال کر زمین میں دفن کر دیں۔

(4) فصل پر چوہوں کے حملہ کی صورت میں زنک فاسفائیڈ یا ڈیٹیا گولیاں استعمال کریں۔

(5) بیج کیلئے اس کھیت کا انتخاب کریں جس میں ترقی یافتہ اقسام کی کاشت ہوئی تھی۔ فصل کا معائنہ کریں۔ اس سے بیمار پودے اور جڑی بوٹیاں نکال لیں، الگ سے کٹائی کریں۔ الگ سے گہائی کریں اور گندم کو سٹور کر لیں۔ یہ ہے آپ کا اپنا بیج جو کہ آپ نے ترقی یافتہ بیج کی پیداوار سے لیا ہے۔

(6) زیادہ بارش کی وجہ سے کھیت میں پانی کی کافی مقدار کھڑی ہو جائیگی۔ اس کی نکاسی نہایت ضروری ہے۔

(7) گزشتہ سال کی بچی ہوئی گندم گوداموں، بھڑولوں، کلھوٹیوں اور صندوقوں سے نکال دیں اور استعمال کریں۔ اگر استعمال نہ کرنی ہو تو گیس کی دھونی دیں تاکہ کیڑوں سے بچ جائے بہتر ہوگا کہ گوداموں کی صفائی کریں۔

بنوں ڈویژن میں بہاریہ مکئی کی کاشت

تحریر: ڈاکٹر دل فیاض خان ڈائریکٹر،عبدالقدوس سینئر ریسرچ آفیسر .خالد محمود ریسرچ آفیسر

مکئی بنوں ڈویژن کی اہم فصل ہے مکئی اس علاقے کی آبادی کی روزمرہ خوراک کا اہم جزو ہے۔اس کے علاوہ اس کا سبز چارہ اور ٹانٹے مویشیوں کو کھلائے جاسکتے ہیں۔مکئی خریف اور بہار دونوں موسموں میں کاشت کیا جاسکتا ہے۔مکئی زیادہ تر علاقوں میں موسم خریف میں کاشت کیا جاتا ہے.لیکن موسم بہار میں کاشت کرنے سے ایک تو بہترین تخم تیار ہوتا ہے۔کیونکہ یہ کراس پولینیٹڈ فصل ہے اور اس موسم میں زیادہ تر علاقے میں مکئی کی فصل نہیں ہوتی۔بلکہ گندم کی فصل ہوتی ہے۔اس کے علاوہ اس کا ذائقہ بھی بہت عمدہ ہوتا ہے۔بنوں ڈویژن میں مکئی کی فی ایکڑ پیداوار بہت کم ہے اور کسان حضرات بمشکل ۱۰ تا ۱۵ من فی ایکڑ حاصل کرتے ہیں۔اگر ہمارے کاشتکار مکئی کو جدید خطوط پر کاشت کریں تو اپنی پیداوار میں چار گنا اضافہ کرسکتے ہیں۔اگر زمیندار درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں تو وہ یہ پیداوار حاصل کرسکتے ہیں۔

زمین کا انتخاب:۔

ہلکی میرا اور بھاری میرا زمین مکئی کی پیداوار کے لئے موزوں سمجھی جاتی ہے۔زیادہ ریتلی اور کلراُٹھی زمین اس کے لئے موزوں نہیں ہے۔

زمین کی تیاری:۔

پچھلی فصل کی کٹائی کے بعد زمین میں دو دفعہ ہل چلائیں.تاکہ غیرضروری جڑی بوٹیاں کھیت میں تلف ہوجائیں۔اس طرح بارش کا پانی بھی زمین میں محفوظ ہوجائے گا۔

راونی کے بعد جب زمین وتر میں آئے تو کاشت کے لئے ایک دو دفعہ ہل چلا کر زمین کو نرم اور بھربھرا کریں۔اس کے بعد سہاگہ دے کر زمین کی نمی محفوظ کرلیں.کاشت کے لئے زمین تیار کرتے وقت تمام فاسفورس اور آدھی نائٹروجنی کھاد زمین میں بکھیر کر ہل کے ذریعے زمین میں ملادیں۔

بیج :

معیاری اور اعلیٰ قسم کا بیج استعمال کریں.محکمہ زراعت کی طرف سے تجویز شدہ اور تصدیق شدہ بیج استعمال کریں۔تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ بنوں ڈویژن میں اعظم اور جلال بہتر پیداوار دیتی ہے۔

طریقہ کاشت اور شرح تخم :

مکئی کی کاشت قطاروں میں تر وتر پر کریں۔قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۷۵ سینٹی میٹر اور پودوں کے درمیان فاصلہ ۲۰ سینٹی میٹر ہونا چاہیئے۔

قطاروں میں کاشت کے لئے ۱۲ تا ۱۵ کلوگرام تخم فی ایکڑ استعمال کریں۔

وقت کاشت:۔

بنوں ڈویژن میں موزوں وقت کاشت ۱۵ فروری تا ۲۵ مارچ ہے۔

کیمیائی کھادوں کا استعمال:۔

عام کھیت مکئی کی ۲۰ تا ۳۰ فیصد غذائی ضروریات پورا کرتا ہے۔لہٰذا مکئی کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے نائٹروجن اور فاسفورس والی کھادوں کا استعمال بہت ضروری ہے۔۱.۵ بوری ڈی.اے.پی.اور ایک بوری یوریا فی ایکڑ زمین کی تیاری یا کاشت کے وقت ڈال دیں.بقایا ایک بوری یوریا فی ایکڑ تب ڈال دیں۔جب فصل تقریباً ۱.۵ فٹ اونچی ہوجائے۔کھاد دینے کے فوراً بعد آبپاشی کریں۔

پودوں کی تعداد اور چھدرائی:۔

اگر مکئی قطاروں میں کاشت کی جائے تو پودوں کی تعداد کم ازکم ۲۵ ہزار ہونی چاہیئے۔جب فصل ۹ انچ اُونچی ہوجائے۔تو چھدرائی کا عمل ہاتھ سے پودے اُکھاڑ کر کیا جاسکتا ہے۔چھدرائی کے بعد پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲۰ سینٹی میٹر ہونا چاہیئے۔

آبپاشی:۔

بہاریہ مکئی کو خریف مکئی کی طرح زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی.مکئی کو شروع شروع میں زیادہ پانی نہیں دینی چاہیئے۔البتہ درج ذیل موقعوں پر ضرور پانی دینا چاہیئے۔

۱۔ کھادوں کے استعمال اور مٹی چڑھانے کے فوراً بعد۔

۲۔ پھول نکلنے اور زیرگی کے عمل کے دوران۔ ۳۔ دانے بننے کے دوران۔

فصل کی مناسب وقت پر آبپاشی جتنی ضروری ہے اُتنا ہی فالتو پانی کی نکاسی بھی ضروری ہے۔کیونکہ مکئی زیادہ سے زیادہ ۶ تا ۸ گھنٹے فالتو پانی برداشت کرسکتی ہے۔

کیڑے مکوڑوں کا تدارک:۔

بہاریہ کاشت کے لئے کانفیڈار بیج پر کاشت سے پہلے لگا کر مکئی کی فصل کونپل کی مکھی،ست تیلیہ اور چست تیلیہ جیسے ضرررساں کیڑوں سے محفوظ رکھی جاسکتی ہے۔اس کے علاوہ اگر فصل پر سنڈیوں کا حملہ ہو۔تو پھر اس میں کاربیفوران یا فیوراڈان ۵ تا ۸ کلوگرام فی ایکڑ ڈال دیں۔سنڈی کا حملہ ہفتہ تا عشرہ پوشیدہ رہتا ہے۔اس لئے اس کا تدارک بروقت ضروری ہے۔

جڑی بوٹیوں کی تلفی:۔

جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لئے فصل میں گوڈی کرنا ضروری ہے۔مکئی کی فصل میں مٹی چڑھانے سے پہلے دو دفعہ گوڈی کرنا ضروری ہے۔جس سے جڑی بوٹیوں کا مکمل خاتمہ ہوجاتا ہے۔البتہ اگر دوائی کا استعمال مناسب اور زیر استطاعت ہو۔تو پھر کاشت کے فوراً بعد اسی وتر میں پریمیکسٹرا گولڈ بحساب ایک سے ڈیڑھ لیٹر فی ایکڑ سپرے کرنا چاہیئے۔

فصل کا کاٹنا،خشک کرنا اور سنبھالنا:۔

فصل اس وقت کاٹی جائے۔جب اچھی طرح پک جائے اور دانے سخت ہوجائیں۔اس وقت بھٹوں کے چھلکے اچھی طرح خشک ہوکر سفید ہوچکے ہوتے ہیں اور دانے کے نیچے سیاہ تہہ بن چکی ہوتی ہے کٹائی کے بعد بھٹوں کو کسی صاف،ہوادار اور خشک جگہ پر ڈال کر خشک کریں۔گیلی جگہ پر رکھنے سے پھپھوندی اور کیڑوں سے نقصان کا احتمال ہوسکتا ہے۔خشک ہونے پر دانے علیحدہ کرلیں اور ایسی جگہ رکھیں جہاں چوہے نہ پہنچ سکیں۔

ادرک، ٹینڈا اور گھیا کدو کی کاشت

خوراکی وادویاتی اہمیت:

ادرک کی تاثیر گرم وخشک ہوتی ہے۔نظام ہضم کی رطوبت میں تحریک پیدا کرکے قوت ہاضمہ کوتیز کرتا ہےاور بھوک بڑھاتا ہےادرک کا مناسب استعمال جسم سے ریح بادی ختم کرتا ہے۔جسم کے اندر پیدا ہونے والی زہروں کا تریاق بھی ہے۔ادرک میں آکسیجن ہوتی ہے۔اسی وجہ سے یہ جراثیم کش ہونے کے ساتھ ساتھ خون کو بھی صاف کرتا ہے۔مختلف بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے۔جوڑوں کا درد دور کرنے میں مفید ثابت ہوتا ہے۔یہ کھانسی ،لقوہ، دمہ،بلغم، فالج، قے ،نزلہ اور اورنسیان کے امراض میں مفید ہے۔ادرک، الائچی اور سونف قدرت کے بہترین تحائف میں سے ایک ہیں۔اس کوسبزیات کے ساتھ ملا کر، پکا کر یا مربہ بنا کر کھایا جائے تو زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے گرم مزاج افراد کے لئے اس کا کثیر استعمال مضر ثابت ہوسکتا ہے۔

زمین اور آب وہوا:

گرم اور مرطوب آب وہوا میں بہتر افزائش کرتا ہے۔ہمارے ہاں زیادہ تر ادرک چین، برما، تھائی لینڈ، مڈغاسکر اور بھارت سے آتا ہے۔چائے کی طرح ادرک بھی یہاں اُگانے کی بجائے باہر سے منگوانا سستا پڑتا ہے۔

زمین:

ادرک میرا اور درمیانی زمین میں بہتر افزائش کرتا ہے۔اچھے نکاس والی زمین میں اس کی بہتر فصل پیدا ہوسکتی ہے۔کلراُٹھی، چکنی ریتلی زمین اس کے لیے نامناسب ہے۔جیسی زمین مکئی اور آلو کے لئے بہتر ہے ایسی میں ادرک بھی اُگایا جاسکتا ہے۔نہروں اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ ایسی ٹھنڈی زمین جہاں سٹرابیری کاشت کی جاتی ہے وہاں ہلکی کوالٹی کا ادرک بھی اُگایا جاسکتا ہے۔امرود کے چھوٹے باغات کے اندر ادرک کامیابی کے ساتھ اُگایا جاسکتا ہے۔

کاشتی اُمور:

ادرک کے ان دھلے اور مٹی لگے بیج کا انتخاب کرکے مارچ کے دوران کم ازکم دو دو آنکھوں والے 25 تا 30 گرام کے ٹکڑے ہفتہ دس دن تک مرطوب ریت میں دبائیں۔جب اسکی شاخیں تھوڑا تھوڑا پھوٹ (Sprout) آئیں تو کھیت میں منتقل کریں۔ڈیڑھ فٹ کی لائنوں میں نصف انچ گہرائی پر کاشت کردیئے جائیں تو ایک ایکڑ میں کم ازکم 15 من بیج استعمال ہوتا ہے۔ادرک کو زیادہ سے زیادہ تین میٹر چوڑی اور چھ میٹر لمبی کیاریوں میں کاشت کیا جائے۔اگر زمین قدرے بھاری میرا زمین ہو تو براہ راست زمین پر کاشت کرنے کی بجائے کھیلیوں کے کناروں پر کاشت کی جائے۔کاشت کے فوراً بعد پہلا پانی لگا دیا جائے۔کاشت کے فوراً بعد پہلا پانی لگادیا جائے۔مئی جون کے گرم خشک موسم اور لو سے اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔مئی اور جون کے دوران اسے پانی اور کھاد کی زیادہ سے زیادہ مقدار ڈالی جائے۔زیادہ بارشی مون سون سیزن میں اچھی فصل ہوسکتی ہے۔اگر جولائی اگست کے دوران کم بارشوں کی وجہ سے فضائی نمی کم رہے تو ادرک کی فصل اچھی پیداوار نہیں دیتی۔پتے خشک ہونے پر دسمبر میں اس کی برداشت کی جائے۔

بیج کا انتخاب اور شرح بیج:

بیج خریدتے وقت یہ خیال رکھیں کہ ادرک تازہ ہو،اس کی آنکھیں صحیح وسالم ہوں اور چھلکا اترا ہوا نہ ہو۔ کچے ادرک کا چھلکا آسانی سے اتر جاتا ہے جو بیج کیلئے اچھا نہیں ہوتا اس لئے پوری طرح پکا ہوا ادرک بیج کیلئے استعمال کریں۔ بیج کے لیے اچھے اور پختہ ادرک کی پہچان یہ ہے کہ اوپر سے اس کا چھلکا پختہ ہو اور جب اس کو توڑا جائے تو اندر سے ریشہ دار ہو۔ ایک ایکڑ رقبہ کی کاشت کیلئے 640 سے 720 کلوگرام ادرک درکار ہوتا ہے۔

تیاری بیج اور اس کا پھوٹانا:

ادرک کے بیجوں کو کاٹ کر 25 سے 30 گرام کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرلیں اور خیال رکھیں کہ ہر ٹکڑے پر کم از کم ایک یا دو صحیح آنکھیں موجود ہوں تاکہ بجائی کرنے پر ان کی نشوونما ہو سکے۔ کاشت سے قبل بیج کا پھوٹانا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر گھٹیوں کا اُگاؤ بمشکل 42 فیصد ہوتا ہے اور کھیت میں پودوں کی تعداد پوری نہ ہونے کی بنا پر پیداوار متاثر ہوتی ہے۔ اگر بیج کو پہلے ریت یا برادہ میں دبا کر پھوٹا لیا جائے تو اُگاؤ 80 فیصد تک ہو جاتا ہے۔ کسی کمرے میں بیج کو پھوٹانے کیلئے اس طرح رکھیں کہ نیچے ریت یا برادہ کی پانچ سے ساڑھے سات سینٹی میٹر موٹی تہہ بچھائیں۔ اس تہہ پر بیج رکھ کر دوبارہ ریت یا برادہ سے ڈھانپ دیں۔ اگر بیج زیادہ ہو تو اس کو اس قسم کی بہت سی تہوں میں اوپر نیچے رکھ دیں اور پھر پانی کا چھڑکاؤ کر دیں۔ اس کے بعد ہر تیسرے یا چوتھے روز پانی کا ہلکا سا چھڑکاؤ کرتے رہیں تاکہ نمی برقرار رہے۔ یہ عمل کرنے سے موسم کے مطابق 10 سے 15 دنوں میں بیج پر موجود آنکھوں کی جگہ چھوٹے چھوٹے شگوفے نکل آتے ہیں۔ اس طرح سے پھوٹا ہوا بیج کاشت کیلئے بہت موزوں ہوتا ہے۔

سایہ:

ادرک کی کاشت کیلئے چھدرے سایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیسی آم، امرود، لوکاٹ،، بیری، ہرڑ اور آملہ کے درختوں کا سایہ بہت موزوں ثابت ہوتا ہے۔ سایہ دینے والے درخت کم از کم 7-6 میٹر اونچے ہوں اور ان کی شاخیں اوپر سے ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہوں کیونکہ ان میں زیادہ دھوپ سے پودوں کی بڑھوتری اور نشوونما رک جاتی ہے اور بالآخر پودے سوکھ جاتے ہیں۔ ادرک کے پودوں کو لو کے مہلک اثرات سے بچانے کیلئے جگہ کا انتخاب باغ کے درمیان میں کریں تاکہ کسی سمت سے بھی گرم ہوا یعنی لو ان تک نہ پہنچ سکے۔ پیوندی آم، کیو، سمی، مالٹا، جنتر اور الائچی کے درختوں کا سایہ ادرک کی کاشت کیلئے ناموزوں ہوتا ہے کیونکہ ان کا سایہ زیادہ گھنا اور شاخیں بہت نیچی ہوتی ہیں اور جڑیں زمین کی اوپر والی سطح میں ہی پھیلی ہوئی ہوتی ہیں جو تمام خوراک خود لیتی ہیں۔ لہٰذا ادرک کے پودوں کو مناسب روشنی اور خوراک مہیا نہیں ہو سکتی۔ سایہ زیادہ گھنا نہیں ہونا چاہیئے تاکہ مناسب روشنی اور ہوا کا گزر ہوتا رہے اور نہ ہی بہت زیادہ چھدرہ کہ دھوپ کی وجہ سے پودے سوکھ جائیں۔

زمین اور اس کی تیاری:

ادرک کی کاشت کیلئے زرخیز میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اور ہوا کا گزر اچھا ہو، موزوں ہوتی ہے۔ کلر اور سیم زدہ زمین میں ادرک کی کاشت بالکل ناممکن ہو جاتی ہے۔ کاشت سے ڈیڑھ ماہ بیشتر زمین کو اچھی طرح ہموار کر کے اس میں 40 سے 50 گڈے گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈالیں۔ کھیت میں 3-2 بار ہل چلائیں اور سہاگہ دے کر زمین کو اچھی طرح تیار کر لیں۔ ادرک کی کاشت میں گوبر کی کھاد کو بہت اہمیت حاصل ہے اس کے بغیر پودوں کی نشوونما اور پیداوار بہت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کاشت سے قبل کھاد کی مذکورہ مقدار ضرور ڈالیں۔

کیمیائی کھاد:

ادرک کی فصل کیلئے 150 کلوگرام سپر فاسفیٹ ۔150 کلوگرام امونیم سلفیٹ اور100 کلوگرام پوٹاشیم سلفیٹ کی سفارش کی جاتی ہے۔پوٹاش اور فاسفورس کی تمام مقدار بجائی سے پہلے زمین کی تیاری کے وقت ڈالیں جب کہ امونیم سلفیٹ کی آدھی مقدار بجائی کے وقت اور باقی ماندہ آدھی مقدار برسات کا موسم شروع ہونے پر3-2اقساط میں ڈالیں۔

وقت کاشت:

ادرک کی کاشت وسط مارچ سے آخر اپریل تک کی جاسکتی ہے۔

طریقہ کاشت:

اس کی کاشت ہموار زمین پر بنائی ہوئی مستطیل نما(4سے 6میٹر لمبی اور 2سے 3میٹر چوڑی) کیاریوں میں کریں۔لائن سے لائن کا فاصلہ 40سے 45 سینٹی میٹر اور پودے سے پودے کا فاصلہ 15سے 20 سینٹی میٹر رکھیں اور بیج کو 2سے 3 سینٹی میٹر گہرا دبا دیں۔زیادہ گہرا دبانے کی صورت میں بیج کی قوت روئیدگی متاثر ہوتی ہے جس سے کھیت میں پودوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے اور پیداوار پر برا اثر پڑتا ہے۔

بیخ پوشی:

ادرک کی کاشت میں بیخ پوشی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اس کے بغیر ادرک کا اگاؤ بہت بری طرح متاثر ہوتا ہے۔بیخ پوشی کرنے سے ایک تو زمین کا وتر جلد خشک نہیں ہوتا دوسرا زمین کی برسگی نہیں ہوتی اور ادرک کا اگاؤ بھی اچھا ہوتا ہے۔اس لئے ادرک کی کاشت کے فوراً بعد زمین کو لکڑی کے برادے،کماد کی کھوری، چاول کی پرالی، پھک، گوبر کی گلی سڑی کھاد یا گھاس سے ڈھانپ دیں۔بیخ پوشی کیلئے لکڑی کا برادہ سب سے اچھا ہوتا ہے علاوہ ازیں کھوری اور پھک سے بھی اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔بیخ پوشی تمام زمین پر یکساں کریں اور کوئی جگہ اس کے بغیر خالی نہ چھوڑیں۔کھوری اور پرالی کی تہہ 2سے 3 سینٹی میٹر اور برادے یا پھک کی تہہ 2 سینٹی میٹر بچھائیں۔

آبپاشی:

ادرک کو پہلا پانی بوائی کے فوراً بعد اور اس کے 7 دن کے وقفہ سے آبپاشی کریں۔اس بات کا خیال رکھیں کہ فالتو پانی زیادہ دیر تک کھیت میں کھڑا نہ ہونے پائے کیونکہ اس سے ادرک کے پودے سوکھ جاتے ہیں۔

گوڈی و جڑی بوٹیوں کی تلفی:

برسات کا موسم شروع ہونے پر فصل میں پہلی گوڈی کر کے تمام جڑی بوٹیاں نکال دیں۔اس کے بعد مناسب وتر میں 2 گوڈیاں کریں اور اگر ممکن ہو تو گوبر کی گلی سڑی کھاد بحساب ایک ٹن فی کنال ملا دیں۔ادرک کی جڑیں بہت نازک ہوتی ہیں اس لئے گوڈی گہری نہ کریں۔

برداشت:

دسمبر کے مہینہ میں جب ادرک کے پتے سوکھ جائیں اور ٹہنیاں نیچے گر پڑیں تو فصل برداشت کیلئے تیار ہو جاتی ہے۔فصل کی برداشت کسی یا کھرپے کی مدد سے نہایت احتیاط سے کریں تاکہ گٹھیاں زخمی نہ ہوں زخمی گٹھیاں سٹور میں جلد خراب ہو جاتی ہیں۔جس سے منڈی میں اچھی قیمت نہیں ملتی۔اگر اگلی فصل لگانے کیلئے بیج تیار کرنا ہو تو فصل کی برداشت فروری کے آخری ہفتہ میں کریں۔اس دوران خیال رکھیں کہ بارش ہونے کی صورت میں پانی کھڑا نہ ہونے پائے۔اس سے گٹھیوں کے زمین میں ہی گل سڑ جانے کا امکان ہے۔دوسری صورت میں ماہ دسمبر میں فصل کی برداشت کرنے کے بعد اچھی اچھی گٹھیوں کا چناؤ کریں۔

ٹینڈا کی کاشت

اہمیت :

ٹینڈا موسم گرما کی اہم اور مقبول سبزی ہے۔اس کا باقاعدہ استعمال گُردے، مثانے اور پتے کی پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔علاوہ ازیں ٹینڈا وٹامن اے، بی اور سی کا اہم ذریعہ ہے۔

آب وہوا ٹینڈے کی کاشت کے لئے گرم اور خشک آب وہوا موزوں ہے۔بیج اُگاؤ کے لئے 25 جبکہ بڑھوتری اور پھل بننے کے لئے 30 تا35 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت موزوں ہے۔ٹینڈے کی فصل بارانی علاقوں میں بھی کاشت کی جاسکتی ہے اور دریاؤں کے اردگرد بھی اسے کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔

شرح بیج : ٹینڈے کی اچھی پیداوار لینے کے لئے 2 کلوگرام صحت مند بیج فی ایکڑ استعمال کریں۔

بیج کو زہر لگانا : کاشت سے پہلے بیج کو سفارش کردہ پھپھوندی کُش زہر بحساب 2.5 گرام فی کلوگرام بیج ضرور لگائیں۔اس کے علاوہ امیڈاکلوپرڈ 70-WS بحساب 3 گرام فی کلوگرام بیج لگائی جائے تو فصل ابتداء میں رس چوسنے والے کیڑوں سے محفوظ رہتی ہے۔

وقتِ کاشت ٹینڈے کی فصل نازک ہوتی ہے۔شدید سردی یا کہر کو برداشت نہیں کرسکتی لہٰذا اس کی کاشت کہر کا خطرہ ٹلنے کے بعد شروع کی جائے۔اگیتی کاشت مارچ اور پچھیتی جولائی میں کریں۔

زمین کی تیاری

ٹینڈے کی کاشت کے لئے زرخیز میرا زمین نہایت موزوں ہے۔زمین میں پانی کا نکاس اچھا اور نامیاتی مادہ کافی مقدار میں موجود ہونا چاہیے۔کاشت سے ایک ماہ پہلے زمین کو اچھی طرح ہموار کرکے 10 سے 15 ٹن فی ایکڑ گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈالیں اور ہل چلا کر زمین میں ملا دیں اور بعد میں آبپاشی کردیں۔علاوہ ازیں اگر روٹاویٹر چلا کر گوبر کو باریک کرلیا جائے تو یہ جلد ہی مٹی کا حصہ بن جائے گا۔وتر آنے پر کھیت میں 2 تا 3 مرتبہ ہل اور سہاگہ چلائیں اور جڑی بوٹیوں کے اُگنے کے لئے چھوڑ دیں۔کاشت کے وقت دو تا تین بار ہل چلا کر زمین تیار کرلیں۔

طریقہ کاشت

ٹینڈے کی کاشت کے لئے ساڑھے چھ فٹ چوڑی پٹریاں بنائیں اور دو پٹریوں کے درمیان میں تقریباً ڈیڑھ فٹ چوڑی کھالی بنائیں۔ان پٹریوں کے دونوں کناروں پر آبپاشی کے فوراً بعد پانی کی نمی والے حصہ میں ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر 2 تا 3 بیج فی چوپا/چوکا ایک تا ڈیڑھ انچ کی گہرائی میں لگائیں۔بوائی کے ایک ہفتہ بعد دوبارہ پانی لگائیں تاکہ اُگاؤ اچھی طرح مکمل ہوسکے۔جن زمینوں کا نکاس اچھا ہو اُن میں ٹینڈے کی کاشت وتر حالت میں بھی کی جاسکتی ہے۔

کھادوں کا استعمال

کھادوں کی مقدار کا تعین کرنے کے لئے زمین کا تجزیہ کروائیں تاہم اوسط زرخیزی والی زمین میں ٹینڈے کی فصل میں نائٹروجن ، فاسفورس اور پوٹاش بالترتیب 60، 35 اور 25 کلوگرام فی ایکڑ استعمال کریں۔جس کے حصول کے لئے زمین کی تیاری کے وقت 2 بوری امونیم نائٹریٹ، 4 بوری ایس ایس پی اور 1 بوری ایس او پی یا 1/2 بوری یوریا، 1-1/2 بوری ڈی اے پی، 1 بوری ایس او پی ملا کر بکھیر دیں اور سہاگہ پھیر دیں۔جب پھل لگنا شروع ہوجائے تو 1 بوری امونیم نائٹریٹ یا 1/2 بوری یوریا فی ایکڑ ڈالیں۔بعدازاں تین ہفتہ کے وقفہ سے

1 بوری امونیم نائٹریٹ یا1/2 بوری یوریا فی ایکڑ ڈالتے رہیں۔کھاد ڈالنے سے پہلے گوڈی ضرور کریں۔

آبپاشی، چھدرائی اور گوڈی

پٹڑیوں پر لگائی گئی فصل کو حسبِ ضرورت پانی لگاتے رہیں۔جن علاقوں میں ٹینڈے کی کاشت وتر حالت میں کی جاتی ہے وہاں فصل اُگنے کے بعد پانی دیر سے لگائیں اور خشک گوڈی کریں۔ پانی لگاتے وقت ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ پانی پٹڑیوں پر نہ چڑھے۔ جب پودے تین سے چار پتے نکال لیں تو ایک صحت مند پودافی چوپا/چوکا چھوڑ کر باقی پودے نکال دیں۔فصل کو جڑی بوٹیوں سے پاک رکھنے اور اچھی بڑھوتری کے لیے دو سے تین بار گوڈی کریں اور پودوں کے ساتھ مٹی چڑھا دیں اور بیلوں کا رُخ پٹڑی کی طرف کردیں تاکہ پودے نالیوں میں نہ گریں۔ ہر آبپاشی سی پہلے بیلیں نالیوں سے ضرور نکال لیں۔

جڑی بوٹیوں کا انسداد

ٹینڈے کی فصل کو جنگلی چولائی، باتھو، اٹ سٹ، تاندلہ، جنگلی پالک، جنگلی ہالوں، ڈیلا، لمب گھاس اور کارا بارا وغیرہ نقصان پہنچا سکتی ہیں۔اس میں جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لئے کاشت کے 24 گھنٹے بعد میں مارچ میں کاشتہ فصل کے لئے 8 جبکہ جولائی میں کاشتہ فصل کے لئے 6 ملی لیٹر پینڈی میتھالین فی لیٹر پانی ملا کر سپرے کی جاسکتی ہے۔سپرے سے بچ جانے والی اُگی ہوئی جڑی بوٹیوں کو بذریعہ گوڈی تلف کرنا چاہیے۔کھالوں اور پٹڑیوں پر اسکرین لگا کر جڑی بوٹی مار زہر کا سپرے کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ پانی کے بعد سپرے کریں اور پھر بیج کاشت کریں۔

برداشت

پہلے ایک دو پھل شروع میں جلد توڑ لیں۔اس طرح بعد میں پیداوار اچھی ہوگی۔ جب پھل مناسب سائز کا ہو جائے تو مناسب وقفہ سے برداشت کرتے رہیں۔پھل شام کے وقت توڑیں تاکہ صبح تازہ حالت میں فروخت ہوسکے چونکہ ٹینڈے میں نر اور مادہ پھول ایک ہی پودے پر الگ الگ لگتے ہیں اور مادہ پھول شہد کی مکھیوں کی مدد سے بار آور ہوتے ہیں اس لئے شہد کی مکھیوں کی آمد متاثر نہیں ہونی چاہیے۔

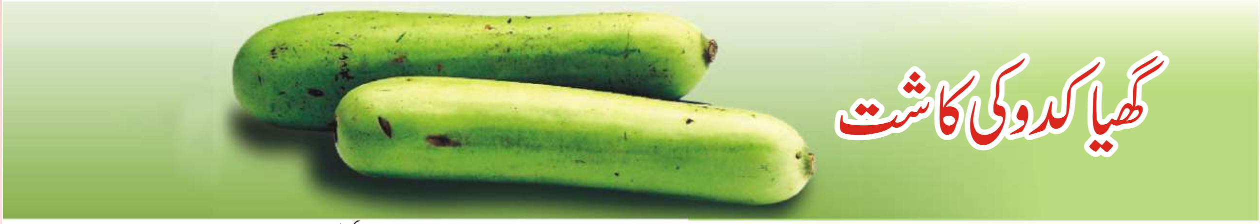

گھیا کدو موسم گرما کی مقبول سبزی ہے۔غذائی اعتبار سے گھیا کدو کے پھل میں نشاستہ، چکنائی، کیلشیم، آئرن، فاسفورس، وٹامن اے، بی، سی، پایا جاتا ہے۔اسکی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔طبی اعتبار سے گھیا کدو شوگر، بلڈ پریشر، دل، جگر، پھیپھڑوں کے امراض، کھانسی اور دمہ میں بہت مفید ہے۔اس کا استعمال اسہال اور معدہ کے امراض میں مفید ہے۔ یہ رائتہ بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کدو کا کھانا سنت نبوی ہے۔

وقتِ کاشت

میدانی علاقوں میں اس کی عام طور پر تین فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔پہلی فروری، مارچ دوسری جالائی، اگست جبکہ تیسری اکتوبر کے آخر یا نومبر کے شروع میں کاشت کی جاتی ہے۔اس فصل کو کورے کے اثر سے محفوظ کرنے کے لئے سرکنڈے وغیرہ کے چھپر استعمال کئے جاتے

ہیں۔ پہاڑوں پر گھیا کدو کی کاشت اپریل اور مئی میں کی جاتی ہے۔

شرح بیج بیج کی شرح ڈیڑھ سے دو کلوگرام فی ایکڑ رکھیں۔ بوائی سے قبل بیج کو سفارش کردہ پھپھوندی کش زہر لگائیں۔

موزوں زمین گھیا کدو کی کاشت کے لئے زرخیز میرا زمین جس میں پانی زیادہ دیر تک جذب رکھنے کی صلاحیت موجود ہو موزوں ہے تاہم یہ فصل سیم تھور والی زمین کے علاوہ ہر قسم کی زمین میں مناسب دیکھ بھال سے کاشت کی جاسکتی ہے۔

زمین کی تیاری و کھادوں کا استعمال

بوائی سے ایک ماہ پہلے 10 تا 20 ٹن گوبر کی گلی سڑی کھاد ڈالیں اور ہل چلا کر اچھی طرح ملا دیں اور بعد میں سہاگہ پھیر دیں۔ بوائی کے وقت تین تا چار مرتبہ ہل چلائیں اور ہر ہل کے بعد سہاگہ پھیر کر زمین کو نرم اور بھربھرا کرلیں۔ زمین کا ہموار ہونا ضروری ہے بہتر ہے کہ لیزر لینڈ لیولر کے ساتھ ہموار کریں۔ 4 میٹر کے فاصلے پر ڈوری سے نشان لگائیں اور ان نشانوں کے دونوں طرف ڈیڑھ بوری ڈی اے پی، ایک بوری یوریا اور ایک بوری ایس او پی ڈالیں پھر نشان سے مٹی اٹھا کر پٹریاں بنائیں اور خیال رہے کہ پٹریوں کے درمیان ایک تا ڈیڑھ فٹ گہری کھالیاں بنالیں۔ بیلوں کی بڑھوتری اور ابتدائی پھل بنتے وقت 6 اور دوسری چنائی کے بعد تین اقساط میں 18 کلوگرام نائٹروجن فی ایکڑ ڈالیں۔

طریقہ کاشت پٹری کے دونوں کناروں پر ڈیڑھ فٹ کے باہمی فاصلے پر بیج کے چوپے/چوکے لگائیں۔ کاشت سے آٹھ دس گھنٹے پہلے بیج کو پانی میں بھگولیں تو اُگاؤ اچھا ہوگا۔

آبپاشی پہلا پانی بوائی کے فوراً بعد لگائیں۔ آبپاشی اس طرح کریں کہ پانی پٹریوں پر نہ چڑھے اور بیج والی جگہ پر صرف وتر پہنچے۔ اس کے بعد ہفتہ وار آبپاشی کرتے رہیں۔ کوشش کریں کہ آبپاشی شام کے وقت کریں اور موسمی پیشن گوئی کو مدِنظر رکھیں۔

جڑی بوٹیوں کا انسداد

مارچ سے جون تک کاشت کی جانے والی کدو کی فصل میں اٹ سٹ، سوانکی، مدھانہ، لمب، چولائی، قلفہ، ڈیلا، ہزاردانی وغیرہ اگ سکتی ہیں۔ بوائی کے 24 گھنٹے بعد پینڈی میتھالین 1000 ملی لیٹر یا ڈوآل گولڈ 700 ملی لیٹر 100 لیٹر پانی میں ملا کر وتر حالت میں سپرے کی جاسکتی ہیں۔ کدو کی فصل ڈوآل گولڈ کے مقابلے میں پینڈی میتھالین سے زیادہ محفوظ ہے۔

چھدرائی و گوڈی جب پودے تین تا چار پتے نکال لیں تو ہر سوراخ میں ایک صحت مند پودا چھوڑ کر باقی پودے نکال دیں۔ جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لئے تین تا چار بار گوڈی کریں اور پودوں کے گرد مٹی چڑھائیں۔

برداشت فروری مارچ میں کاشتہ فصل اپریل مئی میں پھل دیتی ہے۔ جبکہ جولائی اگست میں کاشتہ فصل اکتوبر نومبر تک پھل دیتی ہے۔ جب پھل مناسب سائز کا ہوجائے تو اس کو مناسب وقفہ سے برداشت کرتے رہیں۔ چنائی ہمیشہ شام کے وقت کریں۔ پھل کو ٹوکریوں میں ڈال کر سوتی کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دیں اور سایہ دار جگہ پر رکھیں۔ خیال رہے کہ پھل رگڑ وغیرہ سے خراب نہ ہو تاکہ یہ تازہ رہے اور اچھی قیمت وصول ہو۔ ایک ایکڑ سے عموماً گھیا کدو کی 10 سے 12 ٹن پیداوار حاصل ہوتی ہے۔

ٹماٹر کی کاشت اور نگہداشت

تحریر: زاہد سلیم، سینئر ریسرچ آفیسر، بارانی زرعی تحقیقی سٹیشن، کوہاٹ نیاز محمد، ڈائریکٹر، بارانی زرعی تحقیقی سٹیشن، کوہاٹ

ٹماٹر سلطنتِ نباتات کے مشہور خاندان سالونیسی (Solanaceae) سے تعلق رکھتا ہے۔۔سال کے دونوں موسموں یعنی خریف اور ربیع میں اسکی کاشت کی جاتی ہے۔ٹماٹر سارا سال سالن، سلاد اور چٹنی میں استعمال ہوتا ہے۔اس میں خوراکی اجزاء حیاتین اے سی، لوہا، کیلشیم اور فاسفورس کی وافر مقدار موجود ہے۔ جو انسانی جسم کی نشونما کیلئے ضروری ہیں۔ زمینداران گزارشات پر عمل کر کے اس نقد آور فصل سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

آب و ہوا:

ٹماٹر کی بہترین نشو ونما کے لئے معتدل آب وہوا درکار ہوتی ہے۔کم درجہ حرارت پر پودوں کی نشونما رُک جاتی ہے اور کورا بھی اس فصل کو زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ٹماٹر کی فصل عام طور پر 18 تا 27 ڈگری سینٹی گریڈ اوسط درجہ حرارت پر اُگائی جاتی ہے۔

اقسام:۔

ٹماٹر کی مختلف اقسام پر تحقیقی کام سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ان میں روما (Roma) سن مرزانو (Sunmarzano) اور رایوگلینڈ (Riogland) اچھے انواع ہیں۔مختلف خصلتوں کو مدنظر رکھ کر روما (Roma) ایک بہتر قسم مانی جاتی ہے۔

شرحِ تخم:

عام حالات میں 200 گرام بیج 2-3 مرلہ زمین میں کیاریاں بنا کر ڈالنا چاہیئے۔کیاریاں سطح زمین سے تقریباً 6 انچ اُونچی بنائیں تاکہ فالتو پانی کی نکاس آسان ہو۔تخم 3 انچ فاصلے پر بنائے ہوئے نشانوں میں 1/2 انچ گہرا ڈالیں اور اسکے اُوپر چھانی ہوئی پُرانی ڈھیرانی کھاد ڈال کر فوارے سے روزانہ شام کے وقت آبپاشی کرتے جائیں۔

وقتِ کاشت (پنیری):

ٹماٹر کے لئے وقتِ کاشت کا انحصار فصل کی نوعیت (ربیع اور خریف) پر ہوتا ہے۔عام طور پر بیج نومبر، دسمبر میں کیاریوں میں ڈالا جاتا ہے۔جبکہ پودے مارچ، اپریل میں منتقل کئے جاتے ہیں جب کہر ختم ہو جاتا ہے۔مئی میں پودے پھل دینا شروع کر دیتے ہیں جو کہ اگست تک جاری رہتے ہیں۔

زمین اور کھادیں:۔

ٹماٹر کے لئے وقتِ کاشت کا انحصار کم اور لمبے موسم کی دستیابی پر ہوتا ہے۔یعنی اگر موسم کم ہو یا اگیتی فصل اُگانا مقصود ہو تو ریتلی اور ہلکی میرا زمین چننا چاہیئے۔

کھادوں کا استعمال:۔ زمین کی تیاری میں مندرجہ ذیل کھادیں فی ایکڑ ڈالیں۔

1۔	گلی سڑی ڈھیرانی کھاد	2 ٹریکٹر ٹرالی
2۔	ڈی اے۔پی	2 بوری
3۔	پوٹاشیم سلفیٹ	2 بوری
4۔	یوریا	2 بوری

پودوں کی منتقلی کے ایک ماہ بعد 25 کلوگرام یوریا ڈالنا زیادہ پیداوار کا باعِث بنتا ہے۔

پودوں کی کھیت میں منتقلی:۔

تیار شدہ کھیت میں 100 سینٹی میٹر کے فاصلے پر پٹڑیاں بنالیں۔ نالیوں میں پانی چھوڑ دیں اور پنیری شام کے وقت منتقل کر دیں جس دن پنیری نکالنا ہو تو اُسی روز صبح اس کو سیراب کر دیں تاکہ نکالتے وقت پودوں کی جڑیں زیادہ نہ ٹوٹیں۔ نکالنے کے فوراً بعد پودوں کو پٹڑی کے ایک طرف تقریباً ایک فٹ (30 سینٹی میٹر) کے فاصلے پر لگائیں۔ 2-3 دن بعد پانی دوبارہ لگادیں تاکہ پودے اچھی طرح جڑ پکڑ سکیں۔8-10 دن بعد ناغے بھر لیں تاکہ پیداوار متاثر نہ ہو۔

آبپاشی:۔

شروع ایام میں چونکہ پودوں کی جڑیں بالائی سطح میں ہوتی ہیں اس لئے آبپاشی کا وقفہ کم رکھیں۔ پودوں کے بڑے ہونے اور جڑوں کے گہرائی تک پھیلنے کے ساتھ ساتھ پانی کی مقدار اور آبپاشی کا وقفہ بڑھا دیں۔ٹماٹر کی فصل ریتلی زمین میں لگائی ہو تو پانی دینے کا وقفہ کم کریں ۔کیونکہ اس میں پانی کو قائم رکھنے کی صلاحیت اچھی نہیں ہوتی۔

گوڈی اور جڑی بوٹیوں کی تلفی:۔

ٹماٹر کی فصل کو دو تین گوڈی دیکر جڑی بوٹیوں کو تلف کیا جا سکتا ہے۔ آخری گوڈی کے ساتھ پودوں کو زیادہ مٹی چڑھا دیں تاکہ پودے زیادہ جڑیں پھیلا کر خوراک زمین سے حاصل کر سکیں۔ پودوں کو مٹی چڑھاتے وقت مٹی نالیوں سے نہ لیں بلکہ پٹڑی کے خالی طرف سے لیں تاکہ نالی میں زیادہ پانی نہ ٹھہر سکے ایسا فالتو پانی بعد میں پودے خشک ہونے اور بیماریاں پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔

کیڑے اور بیماریاں:۔

ٹماٹر کے فصل پر چور کیڑا پتوں کا جھلساؤ اور پھل کا گڑواں حملہ آور ہوتے ہیں۔ان پر قابو پانے کیلئے کیڑے مار دوا پروکلیم اور پھپھوندکش دوا بینلیٹ لیبل پر درج ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔

برداشت اور پیداوار:۔ ٹماٹر کی اکثر اقسام میں پھل کی چُنائی پودوں کے کھیت میں منتقلی کے تقریباً 90 دن بعد شروع ہوتی ہے اور 45 سے 60 دن جاری رہتی ہے۔ چنائی پھل پورا پکنے سے پہلے کرنا ضروری ہے تاکہ پھل دور دراز منڈیوں میں بغیر خراب ہوئے پہنچ سکیں۔ ٹماٹر کی پیداوار کا انحصار بہت سے عوامل پر ہے۔عام حالات میں ٹماٹر کی اوسط پیداوار تقریباً 3 تا 4 ٹن فی ایکڑ ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں امرود کی کاشت

عبدالقیوم ڈائریکٹر، شناب خان سینئر ریسرچ آفیسر، مس فرخندہ، شہریار حفیظ، مس طوبیٰ، من اللہ ریسرچ آفیسر زرعی تحقیقاتی ادارہ ڈیرہ اسماعیل خان

نام: امرود	عربی نام: کمثری	سندھی نام: جانپھل	سائنسی لاطینی نام: Psidium guajava

تعارف: امرود پاکستان میں پیداوار کے لحاظ سے ترشاوہ اور آم کے بعد تیسرا بڑا پھل ہے۔ امرود پاکستان کے سارے صوبوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ حیدرآباد، لاڑکانہ، خیرپور، ملتان، شیخوپورہ، سرگودھا، گوجرانوالہ، فیصل آباد، لاہور، کوہاٹ، ہزارہ، بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان اس کی کاشت کے اہم مراکز ہیں۔ لاڑکانہ سب سے زیادہ پیداوار دینے والا ضلع ہے۔ سندھ امرود کی ٹوٹل پیداوار میں 45% حصہ شیئر کرتا ہے۔ 2018ء میں ہندوستان سب سے زیادہ امرود پیدا کرنے والا ملک تھا۔ پاکستان اس وقت دنیا میں امرود پیدا کرنے والا دوسرا بڑا ملک ہے۔ پاکستان میں 19-2018ء میں 61.37 ہزار ہیکٹر رقبے پر امرود کاشت کیا گیا جس سے 496.94 ہزار ٹن پیداوار حاصل ہوئی۔ اگر کسانوں کو نئی ٹیکنالوجی اور چائنہ امرود (شارٹ سٹرین) پودوں سے متعارف کرایا جائے تو پاکستان میں کثیر تعداد (High Density) میں باغ لگانا کوئی مشکل کام نہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایک ایکڑ میں تقریباً 1000-1500 پودے لگ سکتے ہیں۔ جن سے 80,000 تا 100,000 کلوگرام سالانہ فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوسکتی ہے۔ امرود کا پودا 4 سے 5 میٹر تک لمبا ہوتا ہے۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پہاڑپور اور پنیالہ کے علاقوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔

طبعی خواص:

امرود کو وٹامن سی کا بادشاہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے 100 گرام پھل میں 280 ملی گرام وٹامن سی پایا جاتا ہے اس کے علاوہ وٹامن اے، فاسفورس، چونا اور آئرن بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں زیادہ تر سٹرک ایسڈ ہے جبکہ ٹارٹارک ایسڈ، میلک ایسڈ اور ایسکوربک ایسڈ ہلکی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ میلک ایسڈ اور سٹرک ایسڈ کی وجہ سے اس کی PH 3-4 ہوتی ہے۔ سب سے میٹھا امرود گلابی رنگ والا ہوتا ہے کیوں کہ اس کی تیزابیت معتدل ہوتی ہے۔ امرود کا مزاج سرد تر ہے۔ یہ قوتِ ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے۔ زُکام، ذہنی پریشانی اور بواسیر میں امرود کا کھانا بے حد مفید ہے۔

آب وہوا:

امرود کے پودے کو گرم مرطوب و نیم گرم مرطوب معتدل آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ 23 سے 28 ڈگری سینٹی گریڈ اس کی پیداوار کیلئے موزوں ہے۔ اس کا درخت بہت سخت جان ہوتا ہے تاہم سخت کورا اور سخت سردی پودے کیلئے انتہائی مہلک ثابت ہوتی ہے۔ پھل پکنے کے دوران بارش یا زائد نمی پھل کیلئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ امرود خشک گرمیوں اور پانی کی نمی میں گزارا کر لیتے ہیں حالانکہ ان کو باقاعدگی سے گہری سیرابی کی ضرورت ہوتی ہے۔

زمین:

امرود ہر قسم کی زمین میں کامیابی سے اُگایا جا سکتا ہے تاہم زیادہ پیداوار کیلئے بہتر نکاس والی میرا زمین موزوں تصور کی جاتی ہے۔ یہ

سیم وتھور زدہ زمین جن کی PH-4 سے PH-8 ہو میں بھی کامیابی سے اُ گایا جاسکتا ہے۔

افزائش نسل:

امرود کی کاشت بذریعہ بیج، قلم، داب اور بذریعہ چشم کی جاسکتی ہے۔ اچھی کوالٹی کے پھل سے بیج لے کر پانی میں بھگودیں۔ 10 سے 15 روز یا پھر بیج کو 50% ایسٹک ایسڈ (سرکہ) کے محلول میں ایک منٹ کے لئے رکھ کر پانی سے دھوکر کاشت کریں۔ بیج سے 4 سے 5 ہفتوں میں پودے نکل آئیں گے۔ جب پودوں کی عمر ایک سال ہوجائے تو انہیں باغ میں منتقل کریں۔ پیوند لگانے کیلئے ایک سالہ پودے پر مارچ، اپریل، اگست یا ستمبر میں بغل گیر پیوند لگایا جاتا ہے۔ اس طریقے میں روٹ سٹاک اور سائن ٹہنیوں کے 2 یا 3 انچ لمبے اور 1/2 انچ چوڑے چھلکے اُتار کر اُن شاخوں کو آپس میں ملا کر اچھی طرح کس کر باندھ لیں اور اس حصے پر گوبر یا مٹی لگادیں۔ قلم لگانے کیلئے 10 تا 12 سینٹی میٹر لمبی شاخ لیں اور اس کا نچلا سرا (IBA) کے محلول میں ڈبو کر نم دار ریت میں لگائیں تو کامیابی زیادہ ہوگی۔ اگر IBA موجود نہ ہوتو کامیابی کا تناسب کم ہوگا۔ امرود کے پودے بذریعہ داب بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس کے لئے زمین کے نزدیک والی مناسب شاخ منتخب کریں اور اس میں چھلا نما چھلکا اُتار کر مٹی میں دبادیں۔ زمین کو نمدار رکھیں۔ جڑ نکلنے پر اسے درخت سے کاٹ کر باغ میں منتقل کردیں۔

7m کا پودوں کا فاصلہ رکھنے سے ایک ایکڑ میں 132 پودے لگائے جاسکتے ہیں جب کہ سیڈلنگ لگاتے وقت جڑیں 25cm تک زمین کے اندر دبادیں۔ بیج سے پیدا شدہ پودا 8 سال میں پیداوار دینا شروع کرتا ہے جب کہ سیڈلنگ سے پودا 5-3 سالوں میں پیداوار دینے کے قابل ہوتا ہے۔ پھول نکالنے اور پولی نیشن کے 28-20 ہفتوں بعد پھل پک کر برداشت کیلئے تیار ہوتا ہے۔

آب پاشی:

امرود کے پودوں کو زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے خاص طور پر جب اُن پر پھل لگا ہوا ہو۔ آب پاشی موسم، زمین اور آب و ہوا کو مدِنظر رکھتے ہوئے کریں۔

شاخ تراشی:

امرود کے درختوں کو شاخ تراشی کی ضرورت نہیں ہوتی البتہ ڈھانچے کو سنوارنے اور انہیں مضبوط بنانے کیلئے کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ پودے لگانے کے 3 سے 4 مہینے بعد بھی پروننگ کر سکتے ہیں تاکہ مطلوبہ شکل میں پودے کو سنوارا جا سکے۔ سنگل سٹیم (Single Stem) کو چن کر 3 سے 4 سائڈ والی شاخیں چُن لیں باقی ساری شاخیں ہٹادیں۔ منتخب شدہ شاخیں جب 2 سے 3 فٹ (1m) کی ہو جائیں تو ٹوپ سے پنچ بیک کریں۔

کھادوں کا استعمال:

امرود کے درخت کو مختلف زمینوں کے حساب سے مختلف شرح سے کھادیں مہیا کی جاتی ہیں لیکن عموماً 5 سال سے زائد عمر کے پودوں کو 50 کلوگرام گوبر کی گلی سڑی کھاد اور ایک ایک کلوگرام یوریا، سنگل سپر فاسفیٹ اور پوٹاشیم سلفیٹ فی درخت دینی چاہیے۔ گوبر والی تمام کھاد دسمبر میں پودے کے نیچے گوڈی کر کے بکھیر دیں اور پانی لگادیں جب کہ دیگر کیمیائی کھادیں دو اقساط میں پھل توڑنے کے بعد اور سردیوں کے پھل آنے سے قبل (اگست و اکتوبر) میں ڈالیں۔ اگر پھول آنے سے پہلے 0.4% یورک ایسڈ، 0.3% سلفیٹ کا اسپرے کیا جائے تو اس سے پیداوار اور کوالٹی میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح 0.2% سے 0.4% کاپر سلفیٹ کا اسپرے پودے کی پیداوار/نشوونما پر اچھا اثر ڈالتا ہے اور امرود کا درخت 3 سے 4 سالوں میں پیداوار دینا شروع کردیتا ہے تاہم 8 سے 10 سال کا پودا صحیح اور بھرپور پیداوار دینے کا اہل

ہوتا ہے۔

برداشت و پیداوار:

امرود سال میں دو مرتبہ پیداوار دیتا ہے۔ موسمِ گرما (جولائی / اگست) موسم سرما (جنوری/فروری)۔ گرما کی فصل کوالٹی میں کمزور ہوتی ہے لہٰذا پھل توڑنے کے فوراً بعد منڈی بھیج دیں۔ امرود کا درخت 30 تا 40 سال زندہ رہتا ہے تاہم 15 سال بعد اس کی پیداوار کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ایک پختہ درخت پر 100 سے 300 تک پھل لگتے ہیں۔

امرود کی اقسام:

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ملک بھر سے درج ذیل اعلیٰ اقسام راکھ زندانی کے مقام G.P.U پر کاشت کی گئی ہیں۔

1 سندھی 2 تھڈادامی 3 بے دانہ 4 گلابی 5 رمغانی 6 ریالی 7 قاضی 8 پی جی 001 9 پی جی 010 10 پی جی 005 11 پی جی 013 شامل ہیں۔

کیڑے مکوڑے اور بیماریاں:

امرود کے پھل کو سب سے زیادہ نقصان پھل کی مکھی سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اور بھی کئی کیڑے حملہ آور ہوتے ہیں۔

پھل کی مکھی:

یہ پھل کے اندر ڈنک مار کر انڈے دیتی ہے جس سے چھوٹی چھوٹی سُنڈیاں پیدا ہوتی ہیں جو پھل کو کھانا شروع کر دیتی ہیں۔ اس کے تدارک کیلئے گرے ہوئے پھل کو اکٹھا کر کے ضائع کر دیں۔ پودے کے نیچے ایسے پھل بالکل نہ چھوڑیں۔ پودوں کے نیچے خوب گوڈی کریں تا کہ اس کے انڈے تلف ہو جائیں۔ کیمیائی تدارک کیلئے ڈسپٹریکس یا میلاتھیان کے اسپرے کریں۔ اس کے علاوہ جنسی کشش کے پھندے (Pheromone Traps) کا استعمال کریں۔

گدھیڑی:

گدھیڑی امرود کی شاخوں اور کونپلوں سے رس چوستی ہیں۔ اس سے پودے کمزور ہو جاتے ہیں۔ تدارک کیلئے جون سے دسمبر تک وقفے وقفے سے ہل چلائیں تا کہ زمین دوز انڈے باہر آ کر سورج کی گرمی سے تلف ہو جائیں۔ اس کے علاوہ دسمبر میں پولی تھین شیٹ 1/2 فٹ چوڑی تنے پر لپیٹ دیں اور نیچے آئل کی پٹی کی تہہ پلستر کر دیں۔

کیمیائی کنٹرول کیلئے گوڈی کر کے کلوروپائری فاس کو سیٹ لیبل پر درج ہدایات کے مطابق ڈالیں۔

تنے کا گڑواں:

یہ شاخوں میں سوراخ کر کے ٹہنیوں کے اندر چلے جاتے ہیں اور ٹہنیاں سوکھ جاتی ہیں۔ تدارک کیلئے سوکھی ٹہنیاں کاٹ دیں اور لارسبین کلوروپائری فاس لیبل پر درج ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔

امرود کا سوکا: اس بیماری میں پودا آہستہ آہستہ سوکھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کیلئے درج ذیل حکمتِ عملی ضروری ہے۔ کاشتی اُمور کو بر وقت انجام دیں نیز اگر پودے کی جڑیں ٹھیک ہیں اور تنے پر کوئی سوراخ نہیں ہے تو پھر یہ سوکا تنزلی کی وجہ سے ہے۔ اس کیلئے ٹاپسن ایم یا ریڈومل گولڈ پانی میں محلول تیار کر کے وقفے وقفے سے اسپرے کریں نیز کھادوں کے متناسب استعمال کو یقینی بنائیں اور وقت پر آب پاشی کریں۔

زیتون اُگائیں بیماریاں بھگائیں

تحریر: ضیاءالاسلام داوڑ ڈسٹرک ڈائریکٹر زراعت (توسیع) ضلع باجوڑ۔ سبحان الدین زراعت آفیسر

ماہرین کے مطابق زیتون کا پودا دنیا کا قدیم ترین پودا ہے جس کی عمر دوسرے پودوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے اور یہ دوسرے پودوں کے مقابلے میں ہر طرح کے موسم کا مقابلہ رکھنے کے صلاحیت رکھتا ہے۔

زیتون کی اہمیت:

زیتون مسلمانوں کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ زیتون کی اہمیت وافادیت قرآن مجید کے سورہ التین کے ابتدائی آیت مبارکہ سے صاف واضح ہے جس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ''قسم ہے انجیر اور زیتون کی'' مفسرین کے مطابق جس چیز پر اللہ تعالی نے قسم کھائی ہے تو وہ بہت بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

زیتون کے طبعی فوائد:

زیتون کے طبعی فوائد کے غیر مسلم بھی معترف ہیں سپین کی ایک کہاوت آج بھی ضرب المثل ہے کہ زیتون کا تیل تمام امراض کا علاج ہے۔ زمانہ قدیم سے لیکر اب تک تمام آطباء وحکماء اور ڈاکٹروں نے زیتون کے روغن (تیل) کو انسانی صحت کے لئے بہت مفید قرار دیا ہے جن سے موجودہ وقت میں زیادہ تر لوگ ناواقف ہیں۔ زیتون کے تیل جن بیماریوں میں مفید ہے اس میں سے چند مندرجہ زیل ہیں۔

1. تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اگر ہڈیوں میں درد رہتا ہو تو روغن زیتون کی مالش مفید ہے۔ روغن زیتون سے نہ صرف پٹھے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ اعضاء کو بھی تقویت ملتی ہے۔
2. جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زیتون کے روغن سے جسم میں چربی پیدا نہیں ہوتی اس لئے یہ امراض قلب اور موٹاپے سے بچنے کے لئے مفید ہے۔ اس کے استعمال سے امراض قلب، شریانوں کی تنگی اور ہائی بلڈ پریشر کے مسائل کم ہی ہوتے ہیں۔ زیتون کے تیل کے خاص اجزاء کو اولین (Olein) کہتے ہیں یہ طویل عرصے تک خشک نہیں ہوتا اور اس سے بدبو پیدا نہیں ہوتی۔
3. زیتون کا پھل عام طور پر 67 فیصد پانی، 33 فیصد تیل، 5 فیصد پروٹین اور 1 فیصد نمکیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ زیتون کو پکا کر مختلف عوارض میں بطور دوا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کے بگڑے ہوئے السر (زخم) اور مختلف قسم کے پھوڑوں کے لئے مرہم تیار کئے جاتے ہیں۔
4. روغن زیتون کو دانتوں پر ملنے سے نہ صرف دانت بلکہ مسوڑے بھی مضبوط ہوتے ہیں۔
5. روغن زیتون جسم میں طاقت فراہم کرتا ہے اور یہ توانائی کا سرچشمہ ہے۔
6. آنتوں کی سوزش، نظام انہضام کی خرابی، بواسیر کے درد اور قبض میں روغن زیتون کا استعمال بہت مفید ہے۔
7. زیتون کا روغن خون کی روانی کو تیز کرتا ہے اور چکنائی کو رگوں میں جمنے نہیں دیتا جس کے وجہ سے ہارٹ اٹیک کا خطرہ کم رہتا ہے۔
8. زیتون کا تیل ناخنوں کے لئے مفید ہے اور جلد کے لئے بہترین موسچرائیز ہے یہ جلد کو اس کی مطلوبہ نمی فراہم کرتا ہے۔

زیتون کی اقسام:۔

ماہرین کے مطابق زیتون کی تقریباً پانچ کے قریب اقسام ہیں جس میں تین اقسام ایک جگہ پر اکٹھا لگانا ضروری ہے کیونکہ اس میں کچھ کراس پولینیشن ہے اور کچھ سیلف ہے۔ زیتون کے مشہور اقسام میں اربکوینا، لیسینا، اربوسیا، پینڈولینا اور پرینشو شامل ہے۔ اس میں اربکوینا کے پیداوار اچھی ہے اس لئے یہ ضلع باجوڑ میں زیادہ لگائے جارہے ہیں۔

باجوڑ میں جنگلی زیتون کی تعداد:

محکمہ زراعت توسیع باجوڑ کے اعداد و شمار کے مطابق باجوڑ کے تمام 8 تحصیلوں خار، لوئی ماموند، وڑ ماموند، سلارزئی، برنگ، ناواگئی، چمرکنڈ اور اتمان خیل میں ایک کروڑ دس لاکھ جنگلی زیتون کے پودے مختلف جگہوں پر موجود ہیں جس کے پیوندکاری کا کام محکمہ زراعت توسیع باجوڑ کے طرف سے ترجیحی بنیادوں پر جاری ہے اور اب تک تین لاکھ پودوں میں پیوندکاری کی گئی ہے جس کے لئے انہوں نے اعلیٰ قسم کی پیوند باہر سے امپورٹ کئے تھے جو سپین اور اٹلی سے لائے گئے تھے اور اب اس کے نرسری انہوں نے باجوڑ میں لگائے ہیں تاکہ یہاں پر خود اعلیٰ قسم کے زیتون کے پیوند پیدا کیا جائے۔

باجوڑ کی آب و ہوا:

اگر دیکھا جائے تو پورے قبائلی اضلاع زیتون کے لئے موزوں ہے لیکن باجوڑ کی آب و ہوا اور زمینی خواص زیتون کے لئے انتہائی موزوں ہے۔ یہاں کی آب و ہوا اور اٹلی اور سپین کے آب و ہوا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ سب ٹراپیکل زون میں آتا ہے جس کے وجہ سے یہاں پر زیتون کے پودے اچھی پیداوار دیتی ہے۔

محکمہ زراعت توسیع باجوڑ کے طرف سے لگائے گئے باغات: باجوڑ کے موزوں آب و ہوا کے پیش نظر یہاں پر 450 کنال اراضی پر محکمہ زراعت توسیع نے باجوڑ کے مختلف علاقوں میں زمینداروں کو زیتون کے 40000 پودہ جات لگائے ہیں جو اٹلی سے امپورٹ کئے گئے تھے اور زمینداروں کو مفت دئے گئے تھے اور مزید باغات بھی لگائے جائینگے۔ باجوڑ میں زیتون کے پھل سے تیل نکالنے کے لئے جدید مشین موجود ہے اور باجوڑ میں رواں سال 10000 ہزار کلوگرام زیتون کے پھل پیدا ہوئے ہیں جس سے 3000 ہزار لیٹر تک زیتون کے تیل حاصل ہونے کی توقع ہے۔

زیتون کے باغات لگانے کا طریقہ:

زیتون کے ماہرین کے مطابق ایک ایکڑ رقبے پر کم از کم زیتون کے 110 پودہ جات لگانا چاہیئے اور اس کو سالانہ گھریلو ڈھیرانی کھاد، کیلشیم، پوٹاش، سونا یوریا اور دیگر کھاد مناسب اور زرعی ماہرین کے مشورے سے ڈالنا چاہیئے۔

زیتون کے معاشی فوائد:

زیتون کے پودے سے تین سے چار سال میں پیداوار شروع ہوتی ہے اور اسی طرح ایک پودا 35 سے 40 کلوگرام سالانہ پیداوار دیتا ہے اور فی کلو زیتون تیل کی قیمت مارکیٹ میں موجودہ وقت میں 2200 روپے ہے اسی حساب سے زیتون ایک نقد آور پودا ہے اور اس سے خوب منافع کمایا جاسکتا ہے۔ لیکن اٹلی اور سپین پوری دنیا کو زیتون کے خوردنی تیل کی سپلائی کرتا ہے جبکہ ہم نے اب تک اپنے ملک کی خوردنی تیل کی ضرورت بھی پوری نہیں کی اور ہر سال 4 ارب روپے اس کے خریداری پر ہم خرچ کرتے ہیں۔ باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں

دیگر صوبوں کی نسبت صوبہ خیبر پختونخوا میں گنے کی فی ایکڑ پیداوار

میں کمی کی وجوہات اور بہتری کے لئے تجاویز

تحریر: ڈاکٹر پیر محمد (ایس ایم ایس) محکمہ زراعت توسیع مردان

اہم وجوہات:

1- آب وہوا:

گنے کی کاشت کے لئے صوبہ پنجاب اور سندھ کی آب وہوا صوبہ خیبر پختونخوا کی نسبت موزوں ہے۔

2- مٹی:

سندھ اور پنجاب کی مٹی بناوٹ کے لحاظ سے (Silty Clay Loam) ہے جس میں نامیاتی مادہ وافر مقدار میں موجود ہے۔ جبکہ صوبہ خیبر پختونخوا کی مٹی بناوٹ کے لحاظ سے قدرتی طور پر چکنی ہے۔

3- زمین:

پنجاب اور سندھ کے کاشتکار بڑے زمیندار ہیں۔ ان کے پاس بڑی زرعی اراضیاں ہوتی ہیں۔ ان زرعی زمینوں پر زرعی کاروائیاں، فصلوں کی ہیر پھیر اور مشینری کاشت کاری کا آسانی سے انجام دہی کا نظام موجود ہے۔

4- پانی کی دستیابی:

پنجاب اور سندھ کے کسانوں کو پانی کی عدم دستیابی کا کوئی مسئلہ نہیں رہتا۔ وہاں کے کسان گرمیوں میں ہفتہ وار بنیادوں پر اپنی گنے کی فصلوں کو سیراب کررہے ہیں۔ جبکہ صوبہ خیبر پختونخوا کے کاشتکار گرمی کے موسم میں پانی کے قلت سے دوچار رہنے کے سبب 15 دن کے وقفے کے بعد گنے کی آبپاشی کررہے ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنی مکئی کی فصل کو بھی سیراب کرنا پڑتا ہے۔

5- کسانوں کی معاشی اور سماجی حالت:

صوبہ خیبر پختونخوا کی نسبت صوبہ سندھ اور پنجاب کے کسانوں کی سماجی و معاشی حالت بہتر ہے کیونکہ وہ بڑے بڑے جاگیر دار ہیں اور ہر طرح کے زرعی مداخل اور مشینوں کو استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

6- گندم اور گنے کی مخلوط کاشت:

کم زرعی اراضی کی وجہ سے صوبہ خیبر پختونخوا میں گنے کی 90 فی صد سے زائد کاشتکار گندم اور گنے کی مخلوط کاشت کررہے ہیں۔ کیونکہ وہ گندم کی کاشت کو نہیں چھوڑ سکتے جبکہ دوسری طرف سندھ اور پنجاب میں گنے کی فصل اکیلی کاشت کی جاتی ہے۔

ثانوی وجوہات:

کھیتی باڑی کے طریقے:

سندھ اور پنجاب کے کاشتکار گنے کی کاشت کے لئے کاشتکاری کے جدید طریقے استعمال کررہے ہیں۔ ڈسک پلو، چیزل پلو، سب

سوئیر، ریجر اور لیزر لیولر 2 سے زیادہ بار استعمال کیا جا رہا ہے۔ جبکہ ہمارے صوبہ میں کاشتکار صرف کلٹیویٹر اور روٹاویٹر ہی استعمال کر رہے ہیں۔

شرحِ تخم:

فی ایکڑ جھاڑ (90-80 ہزار) بننے کے لئے شرح تخم 100-80 من / ایکڑ تجویز کیا گیا ہے۔ پنجاب اور سندھ کے کاشتکار، گنے کی کاشت کے لئے مجوزہ شرح تخم استعمال کر رہے ہیں جبکہ ہمارے صوبے کے کاشتکار صرف 50-40 من فی ایکڑ کی شرح استعمال کر رہے ہیں۔

کھادوں کا استعمال:

پنجاب اور سندھ میں گنے کے کاشتکار کھاد کی پوری مقدار جیسے 2 بوری DAP، 1 بوری SOP اور 5 بوری یوریا اور اجزائے صغیرہ جیسے زنک بوران وغیرہ کے ساتھ ڈالتے ہیں۔ جبکہ ہمارے صوبے خیبر پختونخوا کے زیادہ تر کاشتکار 1 بوری DAP اور دو بوری یوریا فی ایکڑ کا استعمال کرتے ہیں۔

ان تمام تر وجوہں کے علاوہ خیبر پختونخوا کے گنے کے کاشتکاروں کے لئے یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ ہمارے صوبے میں گنے کی بازیافت (Recovery) کا تناسب سندھ اور پنجاب سے زیادہ ہے اور 60 فیصد سے زیادہ گنا گڑ بنانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

تجاویز: اگر چہ ہم گنے کی کم پیداوار کی بنیادی وجوہات کو تبدیل نہیں کر سکتے لیکن ہم ثانوی وجوہات کو ختم کر کے اور نمائشی پلاٹس کے قیام کے ساتھ جہاں جدید کھیتی باڑی، تجویز کردہ شرح تخم اور کھادوں کا متوازن استعمال کر کے گنے کی جدید ٹیکنالوجی بذریعہ فیلڈ ڈے، ورکشاپ، سیمینار اور گروپ اور ذاتی رابطوں کے ذریعے کاشتکار برادری تک پہنچا کر پیداوار میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

2) کیڑوں کے کنٹرول کے لئے حیاتیاتی طریقہ تدارک اختیار کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے صوبہ کے گنے کاشت کرنے والے اضلاع میں حیاتیاتی کنٹرول لیبارٹری قائم کی جا سکتی ہے۔

3) اگر چہ چپ بڈ ٹیکنالوجی زرعی عوامل کے لاگت کو کم کرنے کے لئے سب سے بہتر ٹیکنالوجی ہے۔ جس سے فصل میں مطلوبہ جھاڑ کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن درج ذیل تجاویز کے ساتھ بہتری کے لئے جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

زیادہ اُگاؤ کے لئے بیڈ نرسری بمقابلہ ٹرے نرسری

۔مختلف میڈیا کے ساتھ ٹرے نرسری لگانا۔

۔چپ بڈ کی براہ راست کاشت ستمبر اور فروری کے مہینے کے مختلف دنوں میں کرنا۔

چپ بڈ اور روایتی کاشت کی لاگت کا موازنا کرنا۔

اُمید ہے مندرجہ ذیل وجوہات کو مدنظر رکھ کر اور ان میں ترامیم کر کے ہم گنے کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

کماد

کماد کی صحت مند پرورش کیلئے گوڈی بہت ضروری ہے۔ اس سے جڑی بوٹیاں بھی تلف ہوتی ہیں اور زمین نرم ہونے سے فصل کی جڑیں خوب پھیلتی ہیں۔ پہلی گوڈی اگاؤ مکمل ہونے پر جبکہ دوسری گوڈی مزید ایک ماہ بعد کرنی چاہیئے۔ ہر گوڈی میں ایک بار تر اور دوسری بار خشک ہل چلائیں۔ سیاڑوں کے درمیان سے جڑی بوٹیوں کے انسداد کیلئے کسولہ کسی وغیرہ کا استعمال بھی ہو سکتا ہے۔

موسم گرما کے پھول

پھول دنیا میں سب سے زیادہ پسند کیا جانے والا قدرت کا انمول شاہکار ہیں۔وہ پھول جو ایک ہی موسم میں اپنا دورحیات مکمل کرنے کے بعد ختم ہوجاتے ہیں موسمی پھول کہلاتے ہیں۔ پاکستان میں مختلف موسم ہونے کی وجہ سے مختلف اقسام کے موسمی پھول اُگائے جاتے ہیں ۔ان کو عام طور پر موسم گرما اور موسم سرما میں تقسیم کیا جاتا ہے۔یہ موسمی پھول لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ باغیچوں کو بھی رنگ برنگے پھولوں سے سجادیتے ہیں۔

چمن آرائی اور باغیچوں کی سجاوٹ میں موسمی پھول عام طور پر کناروں، گملوں اور کیاریوں میں اُگائے جاتے ہیں۔کناروں میں یہ پھول اپنے قد کے لحاظ سے استعمال ہوتے ہیں۔جیسا کہ سب سے لمبے پھول سب سے پیچھے درمیانے قد والے درمیان میں اور چھوٹے قد والے سب سے آگے استعمال ہوتے ہیں تاہم ڈبل کنارے میں سب سے لمبے پودے کو درمیان میں لگایا جاتا ہے اور اس کے دونوں طرف درمیانے قد اور چھوٹی قد والے موسمی پھول لگائے جاتے ہیں۔ہر موسم میں ان پھولوں کی کثیر تعداد کو بیج کے ذریعے اُگایا جاتا ہے۔

تمام تہوار پھولوں کے بغیر ادھورے سمجھے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پھولوں کی مانگ میں اضافہ ہورہا ہے اور کسان روایتی فصلوں کے ساتھ ساتھ پھولوں کی کاشت شروع کررہا ہے۔شادی بیاہ ہوں یا جنم دن کی خوشی، مذہبی تہوار ہوں یا عرس وغیرہ پھولوں کا یکسر استعمال گلیوں ، بازاروں، گھروں اور درگاہوں کو سجانے کے لیے کیا جاتا ہے۔رشتہ داروں، دوستوں اور احباب کو تحائف دینے ہوں یا پھر مریض کی عیادت کو جانا ہو پھول اپنا سکہ منوا لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے کئی معاملات میں پھولوں پر انحصار بڑھ رہا ہے۔جشن بہاراں میں بھی سالانہ پھولوں کی نمائش لگائے جانے کی وجہ سے لوگوں میں پھولوں کا شعور اجاگر ہورہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ فریش فلاورڈیکوریشن اور ارینجمنٹ انڈسٹری ترقی کررہی ہے۔اس کے علاوہ پھولوں کا استعمال پرفیوم انڈسٹری میں بھی کیا جاتا ہے اور ذہنی مریضوں کے علاج میں بھی جس میں ذہنی مریضوں کو پھلوں اور پودوں کے ذریعے آرام وسکون پہنچایا جاتا ہے۔جسے ہارٹیکلچر تھراپی کہتے ہیں۔

موسم گرما کے پھول بہت اہمیت کے حامل ہیں اور بیج سے موسم بہار کے آخر میں لگائے جاتے ہیں۔ان کے لیے موزوں وقت مارچ اپریل ہے۔تاہم ایک مہینے کے اندر اندر اس کی نرسری تیار ہوجاتی ہے ان موسم گرما کے پھولوں میں گومفرینا، کاسموس، پارچولاکا، زینیا، میری گولڈ، سن فلاور، گیلارڈیا، گل دوپہری اور ونکا ور بہت مشہور ہیں۔

گمفرینا اور (globe Amaranth) اور اس کا نباتاتی نام گمفرینا گلوبوسا (Gomphrena globosa) ہے اور یمارینتھیسی فیملی سے اس کا تعلق ہے۔اس کو بٹن فلاور بھی کہا جاتا ہے۔اس کو کیاریوں، سڑکوں، اور مختلف گملوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے پھول خشک کرنے کے لیے موزوں ہیں کیونکہ یہ خشک ہونے کے بعد بھی اپنا رنگ برقرار رکھتے ہیں۔اس کی بوائی فروری مارچ میں کی جاتی ہے۔روئیدگی کا عمل ۷ سے ۱۰ دن میں مکمل ہوجاتا ہے۔ایک گرام میں دوسو سے زیادہ بیج ہوتے ہیں، دو ماہ بعد اس پر پھول لگنا شروع ہوجاتے

ہیں۔

گیلا رڈیا، اسکا نباتاتی نام ہے اور کمپوزٹی فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ کسی بھی موسم میں لگایا جاسکتا ہے۔ پھولوں کی مشابہت ڈیزی کے پھولوں سے کافی ملتی جلتی ہے۔کاشت کے لیئے موزوں وقت فروری مارچ ہوتا ہے، چھ سے آٹھ دن میں اس کی جرمنیشن شروع ہو جاتی ہیں۔اس کی اقسام میں پکٹا اور پلچیلا ہیں۔

کاس موس کا نباتاتی نام (Cosmos bipinnatus) ہے۔ جسے گارڈن کاسموس بھی کہتے ہیں۔اس کے پتے فرن کی طرح ہوتے ہیں۔ پھولوں کا رنگ سفید، سرخ اور پیلا ہوتا ہے، اس کی افزائش بیج سے کی جاتی ہے۔اس اقسام میں ییلوسن، ییلو پیلوم، اور ییلوکوئن ہیں۔

زینیا (Zinnia) بھی موسم گرما کے پھولوں میں ایک خوبصورت اور سخت جان پودا ہے۔اس کا نباتاتی نام (Zinnia Elegan) ہے اور فیملی اسٹریسی (Asteracea) ہے۔اس کا قد پچاس سینٹی میٹر تک ہوتا ہے اس پر سفید، سرخ، پرپل اور پیلے رنگ کی پھول لگتے ہیں جو بیج سے کاشت کیے جاتے ہیں۔ پانچ سے چھ دن روئیدگی کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور مکمل بھی ہو جاتا ہے۔ یہ پودا گملوں، کیاریوں اور راک گارڈن میں لگایا جاتا ہے۔ یہ تراشیدہ پھول کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔اس کی اقسام میں سلورسن (Silver Sun) بگ ٹاپ (Big Top) اور ڈریم لینڈ (Dream land) ہیں۔

ونکا فلاوراس کا نباتاتی نام ونکا روزیا ہے جسے (Periwinkle Madagascar) بھی کہتے ہیں۔اپیو سائنسی فیملی سے اس کا تعلق ہے، مڈگاسکراس کا آبائی علاقہ ہے۔اس پر سفید گلابی اور سرخ رنگ کے پھول لگتے ہیں یہ بھی بیج سے کاشت کیے جاتے ہیں اس کی اقسام میں وکٹری بلیو (Victory Blue) بگ روبے (Big Roby) اور سن سٹارم (Sun storm) ہیں۔چمن آرائی میں یہ پھول بھی بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

گل دوپہری (Rose Mossa) انتہائی نرم و نازک گودے دار شاخوں اور پتوں والا پودا ہے جس کا قد 15 سے 20 سینٹی میٹر ہے اس کا نباتاتی نام (Partulaca Grandiflora) اور اس کی فیملی (Patalacaceae) ہے اس پر سفید گلابی پیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں جس کی روئیدگی ایک ہفتے میں مکمل ہو جاتی ہے اس کی کاشت بذریعہ بیج کی جاتی ہے 80 سے 100 دن میں پھول آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

زیبائشی سورج مکھی کا نباتاتی نام (Helianthus annuus) اور خاندان Compositae سے ہے۔ یہ دنیا میں نمائشی خوبصورتی اور تراشیدہ پھول کے طور پر بہت استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ انتہائی سخت جان پودا ہے جسے بیج کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے۔اس پر پیلے اور نارنجی رنگ کے پھول ہوتے ہیں ان کی اقسام فلوری پلینو اور آٹم بیوٹی ہیں۔موسمی پھولوں کی انڈسٹری کو چاہیئے کہ اس کا مکمل سپلائی چین بنانا چاہیئے اور بیجوں کی تیاری پر کام جلد از جلد کرنا چاہیئے سیمینار اور نمائشیں کرواکے لوگوں میں پھولوں کی اہمیت اجاگر کی جائے بیج اور نرسری کی دستیابی یقینی بنائی جائے۔

برفانی جھیلوں کے پھٹنے سے آنے والے سیلاب کے خطرے میں کمی

Glacial Lake Out - Bursting Flood

تحریر: سعدیہ رحمان واٹر مینجمنٹ آفیسر ڈسٹرکٹ خیبر

موسمی تبدیلیاں جو ہزاروں سال سے جاری ہیں اسکو Climat Change کہا جاتا ہے۔آب و ہوا کے ہرعنصر میں نمایاں تبدیلی واضح ہوچکی ہے۔زمین کا درجہ حرارت تقریباً ایک تا دو ڈگری سینٹی گریڈ بڑھ گیا ہے دوسری طرف صنعتوں سے کاربن ڈائی آکسائڈ اور مختلف زہریلی گیسوں کے اخراج کی وجہ سے بھی زمین کا درجہ حرارت میں لگا تار اضافہ ہورہا ہے جسکو گلوبل وارمنگ کہتے ہیں۔بارشوں کا سلسلہ اوراسکی شدت میں کمی کی وجہ سے پانی کی ضرورت میں اضافہ ہو چکا ہے۔المختصر موسمی تغیر انسان، حیوانات اور نباتات بلکہ ہر شے پر اثرانداز ہورہا ہے۔

گلوبل وارمنگ:

ستر ویں بین الاقوامی کانفرنس میں ایک اندازے کے مطابق اگر زمین کا درجہ حررات تقریباً 2 ڈگری سینٹی گریڈ بڑھ جائے، تو دنیا بھر کے گلیشیر کے پگھلنے کی وجہ سے سطح سمندر میں تقریباً 6 فٹ اضافہ ہوسکتا ہے جو کہ آس پاس کی آبادی کے لئے خطرہ ہے۔گلوبل وارمنگ کی وجہ سے جب گلیشر کی برف پگھلتی ہے تو یہ پانی گلیشر کی جھیلوں میں جمع ہوجاتا ہے۔درجہ حررات بڑھنے کی وجہ سے یہ برفانی جھیلیں پھٹنے لگتی ہیں، جس کی وجہ سے سیلاب برپا ہوجاتا ہے۔جو کہ مقامی آبادی کے ساتھ ساتھ میدانی علاقوں کی آبادی کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ان سیلابوں کی وجہ سے کافی علاقے متاثر ہوچکے ہیں۔گلیشر جھیلوں کے پھٹنے کے عمل کو گلیشیر لیک آوٹ برسٹنگ فلڈ - Glacial Lake Out (bursting Flood GLOF کہتے ہیں۔ان برفانی جھیلوں کو پھٹنے سے روکنا انسان کے بس کی بات نہیں لیکن ان کی وجہ سے برپا ہونے والے سیلابوں سے آبادی کو بچانا اوران کے نقصانات کو کم کرنے کے لئے متعدد کوشش کی جاسکتی ہیں۔

حکومت پاکستان (GLOF) کی وجہ سے مستقبل کے حالات اور خطرات سے اچھی طرح واقف ہے۔ایک اندازے کے تحت 5000 سے زیادہ گلیشر گلگت بلتستان اورخیبر پختونخوا میں موجود ہیں۔3000 سے زیادہ گلیشیر جھلیں بن چکی ہیں جس میں سے 33 سے زیادہ کافی خطرناک ہیں۔گلیشر تقریباً 75 فی صد پانی پاکستان کے دریاؤں کومہیا کرتے ہیں۔جولائی 2015 میں گلگت بلتستان اورخیبر پختونخوا میں تقریباً 28 لاکھ لوگ موسلادھار بارشوں اور گلیشیر جھیلوں کے پھٹنے کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔اس سلسلے میں حکومت نے بین الاقوامی اداروں کی مدد سے کئی پروگرام شروع کیے ہیں۔ارضِ پاکستان کے رہنے والوں کے تحفظ کے لئے محکمہ اصلاح آبپاشی اپنا ایک کلیدی کردار ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔اس حوالے سے یونائیٹڈ نیشن ڈویلپمنٹ پروگرام UNDP کی مدد سے خیبر پختونخوا میں ایک پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے جس کا نام Scaling up of Glacial Lake outburst Risk Reduction in North Pakistan ہے۔سیلابوں کے نقصانات کو پورا کرنے کیلئے حکومت کے پاس بجٹ بہ مشکل ہوتا ہے۔محکمہ اصلاحِ آبپاشی خیبر پختونخوا

دوسرے سرکاری محکموں جس میں پاکستان میٹرولوجیکل ڈیپارٹمنٹ، انوارمنٹل پرٹیکشن ایجنسی، پاکستان ڈساسٹر مینجمنٹ اور پاکستان فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر پراجیکٹ کے اہم مقاصد حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ پروجیکٹ کے اوائل میں چترال، دیر اور سوات بالا کے علاقے میں کام شروع کیا جا چکا ہے جس کی تکمیل سے ان علاقوں کے رہنے والوں کو فائدہ ہوگا۔ اس پراجیکٹ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ آبادی کو سیلاب کے نقصانات سے بچانا اور انکی اصلاحات کی تعمیر کرنا۔

2۔ مقامی آبادی کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنا۔

3- کھیتوں میں پانی کی موثر ٹیکنالوجیز کو متعارف اور استعمال کرنا۔

GOLF- KP پراجیکٹ میں محکمہ اصلاح آبپاشی خیبر پختونخوا مندرجہ ذیل سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔

1- پری فیزی بیلٹی رپورٹ تیار کرنا۔

2- مقامی آبادی/کمیونٹیز کے ساتھ مل کر اسکیم کی شناخت کرنا۔

3- کھالوں کو پختہ یا بحال کرنا، پائپ واٹر کورس کی تعمیر کرنا۔

4- وادی کے نظام آبپاشی کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا یا جانچنا۔

5- قطراتی آبپاشی کے نظام کو تنصیب کرنا۔

چترال، دیر اپر اور اپر سوات کے مختلف اضلاع/ وادیوں کی تفصیلات جمع ہو چکی ہیں۔

چترال میں تقریباً 49 سکیمز کی رپورٹ، دیر بالا میں تقریباً 9 سکیمز کی رپورٹ اور سوات میں تقریباً 14 سکیمز کی رپورٹیں تیار ہو چکی ہیں، جس میں سے تقریباً 13 اسکیموں پہ کام مکمل ہو گیا ہے GLOF- اپنی نوعیت کا ایک منفرد منصوبہ ہے جس سے تقریباً لاکھوں لوگ مستفید ہونگے پراجیکٹ مستقبل کے منصوبوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگا۔

بقیہ مضمون: زیتون اُگائیں بیماریاں بھگائیں

جو ایک تشویش کی بات ہے۔ اگر ہمارے زمیندار بھی تھوڑا محنت کریں اور محکمہ زراعت کے مشوروں پر عمل کریں تو نہ صرف یہ کہ اپنی ملکی ضرورت پوری کرینگے بلکہ اس سے خوب زر مبادلہ بھی کمایا جا سکتا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو پچھلے کئی سالوں سے ماحولیاتی تبدیلی کے وجہ سے باجوڑ میں پانی کی سطح نیچے آگئی ہے اور بارشیں بھی اس مقدار میں نہیں ہوتیں جو پہلے ہوتیں تھیں اور جب ہوتی ہیں تو وقت پر نہیں ہوتیں دوسرے پودوں کے مقابلے میں زیتون کے پودوں کو پانی کی ضرورت کم ہوتی ہے اور زیتون کے پودوں کے لئے سالانہ 5.5mm پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے زیتون ایک ماحول دوست پودا ہے اور سدا بہار بھی ہے جس سے ماحول خوشگوار رہتا ہے۔

اب وزیر اعلیٰ، صوبائی وزیر زراعت، لائیوسٹاک وفشریز، سیکرٹری زراعت ولائیوسٹاک کی خصوصی دلچسپی اور ڈی جی زراعت (توسیع) ڈائریکٹر زراعت (توسیع) ضم شدہ اضلاع اور محکمہ زراعت (توسیع) باجوڑ کے ڈسٹرکٹ ڈائریکٹر کے خصوصی کوششوں سے انشاءاللہ بہت جلد ضلع باجوڑ کو وادی زیتون قرار دیا جائے گا۔

پانی ایک قیمتی اثاثہ ہے

تحریر: ادارہ

پانی دنیا کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ پانی ہماری بنیادی ضرورت میں سے ایک اہم ضرورت ہے۔ شاید یہی اک وجہ ہے کہ زمین وہ واحد سیارہ ہے جہاں زندگی پائی جاتی ہے۔ اسکے بغیر زمین پر زندگی ناممکن ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں پانی کا بحران بڑھ رہا ہے اور اس قلت کی مختلف وجوہات ہے۔ عالمی، معاشی فورم کی رپورٹ کے مطابق آبی بحران سے عالمی سطح پر خطرات بڑھ رہے ہیں خاص طور پر پاکستان میں یہ حالت تشویش ناک ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کو دنیا کے سب سے بڑے برفانی وسائل سے نوازا گیا ہے لیکن نہ مناسب استعمال کی وجہ سے یہ آبی بحران کا شکار ہے۔

پانی کے وسائل اور استعمال کا غیر متوازن ہوجانا، آبی بحران کو جنم دیتا ہے۔ جو گھریلو زرعی اور صنعتی سطح پر مسائل پیدا کرتا ہے۔ پاکستان میں پانی کا بحران اس بات کا نہیں کہ یہ عوام کی ضروریات پوری نہیں کر پاتا بلکہ بحران پانی کا غلط استعمال کرنے کا ہے جسکی وجہ سے اربوں افراد اور ماحول بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ پاکستان ان 36 مما لک میں شامل ہے جو ابھی آبی بحران کا شکار ہیں کیونکہ سالانہ پانی کی دستیابی فی کس 1000 مرکب میٹر سے بھی کم ہے۔ ملک نے 2005 میں اس سطح کو عبور کرلیا ہے۔ اگر یہ سطح 500 مرکب میٹر تک پہنچ جائے تو 2025 میں پاکستان قلیل آبی بحران کا شکار ہوجائے گا۔ پاکستان میں آبی بحران کا اثر لوگوں میں محسوس کیا جا رہا ہے۔ 24 بڑے شہروں میں 80 فیصد رہائش پزیر لوگوں کو صاف پانی تک رسائی حاصل نہیں۔ کراچی کی آبادیوں میں 16 میلین افراد کو پانی تک رسائی بھی حاصل نہیں صاف پانی تو دور کی بات ہے۔

پاکستان میں پانی کے بحران کی وجوہات

۱۔ آبادی میں اضافہ: پاکستان کی آبادی 220 بیلین سے زیادہ ہے۔ 2010 میں پاکستان کی آبادی 179.42 میلین تھی۔ 2025 تک پاکستان میں پانی کی طلب 274 میلین ایکڑ فٹ تک جاسکتی ہے جب کہ پانی کی فراہمی 191 میلین ایکڑ فٹ رہ سکتی ہے۔

۲۔ زراعت: ملک میں عام طور پر اگائی جانے والی زراعت کی فصلیں پانی پر انحصار کرتی ہیں۔ ملک میں چاول، گندم، کپاس اور گنے کی کاشت کی جاتی ہے اس طرح سے ملک کے 95 فیصد پانی کا استعمال زراعت کرتی ہے۔ ناقص زیر آب پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔ دوسرے مما لک کی نسبت پاکستانی عوام فصلوں کی پیداوار کرنے میں زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان دنیا میں پانی کی استعمال کے حوالے سے چوتھے نمبر پر ہے۔

۳۔ موسمیاتی تبدیلی: پاکستان پانی کی فراہمی کیلئے بارش پر منحصر ہے۔ یہ پانی برف، گلیشیرز اور دریاؤں میں بہتی صورت میں ملتا ہے۔ پاکستان کی پوری زراعت پانی پر منحصر ہے اور آجکل پاکستان پانی کی شدید قلت کا سامنا کر رہا ہے۔ پانی کی کمی موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے بھی ہوتی ہے، موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے مٹی میں موجود پانی تیزی سے آبی بخارات میں تبدیل ہوجاتے ہیں جسکی وجہ سے پانی کی طلب میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

۴۔ ڈیمز اور آبی ذخائر کی تعمیر: ڈیموں اور آبی ذخائر کی تعمیر میں تاخیر کی وجہ سے بھی پانی کی قلت کا سامنا ہو رہا ہے۔ پاکستان میں ڈیم کی مجموعی صلاحیت تیس دنوں کی ہے جبکہ باقی کئی مما لک میں یہ ایک ہزار سال اور دوسو بیس دن کی ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر اگر مکمل ہوتی ہے تو اس میں 6.1 میلین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت موجود ہوگی۔

ناقص انتظامیہ کی وجہ سے ملک پانی کے بحران کا شکار ہو رہا ہے اور اسکی وجہ سے ملک میں ۹۰ فیصد زمین بنجر پڑی ہے۔ پاکستان اکیڈمی آف سائنس کا کہنا ہے کہ ایسے منصوبے بنانے کی ضرورت ہے جس سے زمین کی آبی سطح کو اوپر کرنے میں مدد ملے۔

تحریر: ڈاکٹر فصل حق، ویٹرنری سنٹر لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ خیبر پختونخوا

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور لائیوسٹاک زراعت میں ایک اہم ذیلی شعبہ ہے۔ لائیوسٹاک میں زراعت کا 52.2 فیصد حصہ ہے اور ملک کی مجموعی پیداوار (جی ڈی پی) میں 11 فیصد حصہ ہے۔ ملک کے تقریباً 30 سے 35 میلین دیہی افراد براہ راست یا بلواسطہ اس شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی روزی روٹی، دودھ گوشت، انڈے، کھاد، فائبر، ایندھن اور نقد کاروبار کے لئے مویشیوں پر انحصار کرتے ہیں۔

پاکستان میں دیہی علاقوں میں اور خاص طور پر پہاڑی علاقوں میں مویشیوں کے کاشت کار بکریاں اپنے روزگار کا ذریعہ بناتے ہیں کیونکہ ان کی تعداد بہت سے بڑے ریوڑوں تک ہے۔ لیکن بدقسمتی سے، بیشتر کاشت کاران پڑھ ہیں اور وہ روایتی ذرائع کو اپنا رہے ہیں جس کی وجہ سے پیداوار میں کمی اور پیداواری لاگت کے لحاظ سے شرح اموات میں اضافہ ہورہا ہے۔

بکری کو غریب عوام کی گائے سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ بڑے جانوروں کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے گائے کو اپنی روزی روٹی کے لئے گھر میں نہیں رکھ سکتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے نوزائیدہ بچے کو بکری کا دودھ پلاتے ہیں کیونکہ بکریوں کے دودھ میں چربی کی مقدار ماں کے دودھ کی طرح ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے بچے کے لئے اسے بہترین سمجھتے ہیں۔

مٹن گائے کے گوشت سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اور پاکستان میں لوگ اسے گائے کے گوشت پر ترجیح دیتے ہیں۔ پاکستان کے 2009 کے معاشی سروے کے مطابق، پاکستان میں 2.728 میلین میٹرک ٹن گوشت تیار کیا جاتا ہے، جس میں سے 27 فیصد بکریوں اور بھیڑوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔

بھیڑ بکریوں کی سفارش کردہ نسلیں:

زیادہ سے زیادہ دودھ اور گوشت کی پیداوار حاصل کرنے کے لئے بکریوں کی سفارش کردہ نسلیں یہ ہیں۔

- ☆ بیٹل (beetle)
- ☆ نشی (Nachee)
- ☆ دیردین پناہ (DiraDinPanah)
- ☆ ٹیڈی (Teddy)

کسانوں کی پیداوار بڑھانے اور ان کے ریوڑ کو صحتمند رکھنے کے لئے بکریوں کی کاشت کے کچھ تجویز کردہ مشورے یہ ہیں۔

- ☆ سیلاب کا پانی جمع ہونے سے بچانے کے لئے Farms زمین سے اونچی جگہ پر بنائے جائیں۔
- ☆ فارم کے ارد گرد یا اس کے آس پاس لمبے لمبے اور اونچے درخت ہونے چاہئیں، تاکہ جانور گرمیوں میں اس کے سائے میں آرام کر

سکیں۔

☆ بکریوں کے شیڈ شمال سے جنوب کی طرف ڈیزائن کیے جانے چاہئیں۔

☆ شیڈ کی اونچائی 8-10 فٹ کی ہونی چاہیئے۔

☆ ضروریات کی تجویز کردہ جگہ درج ذیل ہیں۔

☆ ٹیڈی نسل 10 مربع فٹ احاطہ کرتا ہے۔

☆ اور دوسری نسلیں جن میں بڑے سائز 12 مربع فٹ کا احاطہ کرتا ہے۔

☆ تمام نسلوں کے لئے کھلی جگہ 24 مربع فٹ ہے۔

☆ ہر جانور کو ریکارڈ رکھنے کے لئے نمبر کے ساتھ ٹیگ کیا جانا چاہیئے۔

☆ 100 بکریوں کے لئے 5 فٹ لمبی 12 عدد حرکت پذیر کھانے کے برتن کافی ہیں۔

☆ 100 بکریوں کے لئے 15 فٹ لمبی، 1 فٹ چوڑی اور 9 انچ گہری 1 عدد پانی کی گرت کی سفارش کی گئی ہے۔

☆ ایک نئے قائم فارم کے لئے، 4-3 ماہ کی عمر تک صحت مند حاملہ بکریوں کو خریدیں اور معیاری تجویز کردہ مدت کے لئے کسی اور جگہ قرنطینہ میں رکھنا چاہیئے۔

☆ بکریوں کو 15 مارچ سے 15 اپریل تک اور 15 ستمبر سے 15 اکتوبر تک مصنوعی نسل کشی چاہیئے۔ 30 بکریوں کے لئے صرف ایک فعال نر بکرا کافی ہے۔

☆ حاملہ بکریوں کو توازن اور آسانی سے ہاضم چارہ مہیا کرنا چاہئے تا کہ Bloat اور قبض سے بچ جائے اور باقی ریوڑ سے الگ رکھنا چاہیئے۔

☆ بکریوں کو سارا دن تازہ اور صاف پانی مہیا کرنا چاہیئے۔

☆ معدنیات کی کمی سے بچنے کے لئے نمک کو ہر وقت کھانے کے برتن میں رکھنا چاہیئے۔

☆ نوزائیدہ بچوں کو پیدائش کے ایک گھنٹہ کے اندر اندر کولسٹروم کھلایا جانا چاہیئے اور انہیں سخت موسم سے محفوظ رکھنے کے لئے محفوظ جگہ پر رکھا جانا چاہیئے۔

☆ فارم میں موجود تمام جانوروں کو باقاعدہ بنیاد پر انٹروٹوکسیمیا، پی پی آر، ایف ایم ڈی، سی سی پی اور دیگر بیماریوں سے بچاؤ کے قطرے پلائے جانے چاہئیں۔

☆ بکریوں کو ہر چار ماہ بعد اندرون کیڑوں کے خلاف کیڑے مار دوائی دینی چاہیئے۔

☆ Ticks اور دیگر ایکٹوپیراسائٹس کو ختم کرنے کے لئے بکریوں پر Ivermectin یا کوئی اور ایکٹوپراسائٹیسیڈل لگانی چاہیئے

☆ کسی بھی قسم کی ایمرجنسی یا رہنمائی کیلئے محکمہ لائیوسٹاک کے قریب ترین ویٹرنری سنٹر سے رابطہ کریں۔

بھیڑ بکریوں میں مرض کاٹا
(Peste des petits Ruminants)
کی اہمیت، علاج اور روک تھام

ڈاکٹر رفیع اللہ مروت، ڈاکٹر اشتیاق احمد، ڈاکٹر شہید اللہ شاہ، ڈاکٹر انعام اللہ وزیر مرکز برائے تشخیص و تحقیق، امراض حیوانات، ہنگو روڈ، کوہاٹ

تعارف: پی پی آر (کاٹا) پاکستان میں پہلی دفعہ 1990 میں دیکھا گیا اور اور اس کے بعد یہ پھیلتا گیا اور اب یہ بیماری پاکستان کے ہر اس علاقے میں میں پائی جاتی ہے جہاں لوگ بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔

پی پی آر کی بیماری ایک وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے جو کہ Paramyxoviridae فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ وائرس پہلی دفعہ بیسویں صدی عیسوی میں نائیجیریا میں ظاہر ہوا تھا اور آہستہ آہستہ ساری دنیا میں پھیل گیا۔ یہ ایک متعدی بیماری ہے اور ایک جانور سے دوسرے جانور میں سانس کے ذریعے بہت جلد منتقل ہو جاتی ہے۔ جانور اگر ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے رہیں یا اکٹھے خوراک کھائیں یا پانی پیئیں تو بیماری کے جراثیم بیمار جانور سے خوراک یا پانی میں منتقل ہو کر دوسرے تندرست جانوروں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اگر کسی ایک جانور میں بھی یہ جراثیم موجود ہو اور اس کو ریوڑ میں شامل کیا جائے تو بہت ہی مختصر وقت میں یہ بیماری پورے ریوڑ کو لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ جب بھی کسی جانور کو باہر سے لایا جائے تو یہ تسلی کی جائے کہ جانور کو حفاظتی ٹیکہ جات لگے ہوئے ہیں اور اس کو ایک ہفتے کے لیے علیحدہ رکھنے کے بعد ریوڑ میں شامل کیا جائے تا کہ نقصان سے بچا جا سکے۔ پی پی آر وائرس جسم سے باہر زیادہ دیر کے لیے زندہ نہیں رہ سکتا اور سورج کی روشنی میں دو گھنٹے کے اندر اس کو غیر موثر کیا جا سکتا ہے۔ اس بیماری کا جرثومہ انسانوں کو متاثر نہیں کرتا۔ اس بیماری کا جرثومہ جسم کی تمام رطوبتوں مثلاً آنسو، ناک کی رطوبت، بلغم اور دست وغیرہ میں موجود ہوتا ہے اور سانس کے ذریعے سے دوسرے صحت مند جانور کو منتقل ہو سکتا ہے۔

متعدی نوعیت کا یہ مرض بھیڑ بکریوں میں شدید بیماری اور اموات کا باعث بنتا ہے۔ بکریوں میں یہ مرض زیادہ شدت اختیار کر کے زیادہ اموات اور نقصان کا باعث بنتا ہے۔ بیماری کی شرح ۸۰ فیصد اور بیماری کی شدت کی بناء پر اموات سو فیصد تک پہنچ جاتی ہیں۔ تاہم جانور کے مدافعت کا نظام، عمر اور جانور کی نسل جیسے اہم عوامل بیماری اور موت کی شرح پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں موسم سرما کی آمد کے ساتھ مختلف اضلاع میں اس مرض کی شدت ایک وبائی صورت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ۳ ماہ سے ۲ سال تک عمر کے جانور زیادہ متاثر ہو سکتے ہیں۔

وجہ مرض: پی پی آر وائرس (PPR Virus) بھیڑ بکریوں اور دیگر جانوروں میں مرض پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔

پی پی آر وائرس کے شکار جانور:

زیادہ طور پر یہ وائرس بھیڑ اور بکریوں کو متاثر کرتا ہے تاہم گائے، بھینس، اونٹ، ہرن، جنگلی بکرے، اور دیگر جنگلی جانور بھی اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔

وائرس سے متاثرہ ممالک:

پاکستان، بھارت، نیپال، چین، ویتنام، شمالی افریقہ اور خلیجی ممالک وغیرہ اس وائرس سے متاثر ہیں۔

بیماری کا پھیلاؤ:۔

بیماری پھیلانے والا وائرس جانوروں کے جسم میں مندرجہ ذیل طریقوں سے داخل ہوکر نقصان کا باعث بنتا ہے۔

۱) قریبی میل جول ۲) بذریعہ سانس ۳) پانی،خوراک اورخوراک کے برتن وغیرہ۔

۴) ناک،آنکھ کی رطوبت،تھوک،پیشاب اور جانور کا فضلہ،متاثرہ جانور کا دودھ

۵)ریوڑ میں نئے جانوروں کی شمولیت جو بیماری سے متاثر ہوں۔

مرض کا دورانیہ اور علامات:

جانور کے جسم میں وائرس کے داخل ہونے کے بعد ابتدائی علامات پیدا ہونے تک ۲ تا ۱۰ ایوم کا عرصہ درکار پایا گیا ہے۔

بھیڑ بکریوں میں مرض کی علامات:

۱) تیز درجے کا بخار ۲) خوراک میں کمی اور کھانے میں شدید دشواری

۳) منہ،ناک اور آنکھوں کے گرد لیسدار رطوبت کا جمع ہونا ۴) ہونٹ،مسوڑوں،زبان اور منہ کے اندر زخم

۵) بدبودار سانس اور سانس لینے میں دشواری،کھانسی اور نمونیا ۶) بدبودار،پانی نما اور بعض اوقات خون آلود پیچش

۷)کمزوری،نمونیا اور پیچش کی وجہ سے بیماری اور اموات میں اضافہ ۸) شدید لاغر پن

پوسٹ مارٹم (بعداز مرگ) علامات:

۱) اس بیماری کا زیادہ اثر نظام ہاضمہ پر ہوتا ہے اس لیے اگر مرے ہوئے جانور کا جلد پوسٹ مارٹم کیا جائے تو پورے نظام ہاضمہ کی نالی میں سوجن ہوگی اور نظام ہضم کے مختلف اعضاء پر زخم اور چھالے نظر آئیں گے۔

۲) ناک اور آنکھوں کے گرد ریشہ نما مواد ،سانس کی نالی میں ریشہ (exudate) اور زخم

۳) پھیپھڑوں میں انجماد خون (Congestion)

۴) لاغر جسم، پانی کی کمی

۵) بڑی آنت میں خصوصاً ریکٹم میں دھاریدار زخم (Zebra stripes/Tiger stripes)

۶) سانس کی نالی میں خون آلود جھاگ،پھیپھڑوں میں زخم،ناک کی جلد کی سوزش اور زخم

۷) نظام تنفس اور نظام انہضام سے وابسطہ لمفی غدود میں ورم (سوجن) اور جسامت میں اضافہ

بیماری کی تشخیص:

جن علاقوں میں یہ بیماری مستقل طور پر موجود ہے وہاں پر جانوروں میں بیماری کے علامات یعنی مسوڑوں، گالوں اور زبان پر چھوٹے چھوٹے زخم اور چھالے،سخت بخار،بدبودار دست،تیزی سے سانس لینا وغیرہ دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔نیز خون کے نمونوں سے PCR اور ELISA کے ذریعے اس بیماری کے وائرس کا پتہ لگایا جاسکتا ھے۔

بیماری کا علاج:

۱) چونکہ یہ بیماری ایک وائرس کی وجہ سے پھیلتی ہے جس کا کوئی خاص علاج نہیں۔لہٰذا بیماری کے روک تھام کیلئے اس بیماری کے آنے سے پہلے صحت مند جانوروں کو متعلقہ حفاظتی ٹیکہ جات لگوائے جائیں۔پھر بھی اگر یہ بیماری آجائے تو مستند ڈاکٹر سے اس کا علاج و

معائنہ کروانا چاہیے۔

۲) پیچش کی صورت میں: نارمل سیلائن ڈرپس بذریعہ ورید ۲۵۰ ملی لیٹر فی بھیڑ یا بکری روزانہ ۳ دن کے لیے دیں۔

۳) پیچش کنٹرول ادویات مثلاً ڈائیروبان پاوڈر ایک ساشہ برائے فی بھیڑ یا بکری آدھا لیٹر پانی میں حل کرکے روزانہ پلائیں۔

۴) اینٹی بائیوٹک بمع کیٹوپروفن ٹیکہ روزانہ ۵ دن گوشت میں لگائیں۔ ۳ ملی لیٹر فی بھیڑ، بکری کے حساب سے۔

۵) سانس کی زیادہ دشواری کی صورت میں ڈیکسامیتھاسون ٹیکہ ۳ ملی لیٹر روزانہ گوشت میں فی بھیڑ، بکری کے حساب سے۔

۶) منہ کے زخم پائیوڈین سے صاف کرکے پولی فلیکس کریم یا کیناڈیکس، روزانہ صبح شام لگائیں۔

بیماری کے نقصانات:

کسان حضرات جانوروں کو یا تو گوشت حاصل کرنے کے لیے پالتے ہیں یا پھر ان سے دودھ حاصل کرنے کے لیے مگر اس بیماری میں بھیڑ بکریاں پالنے والے حضرات کو ان دونوں فوائد سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ اس بیماری میں چونکہ شرح اموات بہت زیادہ ہے اس لیے 80 سے 90 فیصد جانور اس بیماری سے مر جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کسانوں کو بہت زیادہ مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جو جانور بچ جاتے ہیں ان میں گوشت کی پیداوار میں خاطر خواہ کمی واقع ہوجاتی ہے۔ مزید یہ کہ دودھ کی پیداوار میں بھی شدید کمی واقع ہوجاتی ہے اور حاملہ بھیڑ بکریوں میں اسقاط حمل ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے بھیڑ بکریاں پالنے والے حضرات کو مزید مالی نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو جانور بیمار ہوجاتے ہیں۔ ان کے علاج معالجے پر بھی بھاری اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔ مجموعی طور پر ملک میں گوشت اور دودھ کی پیداوار میں کمی واقع ہوجاتی ہے اور یہ بیماری بھیڑ بکریوں کی مصنوعات کی برآمد میں بھی رکاوٹ کا سبب بنتی ہے۔

بیماری کی روک تھام کے لیے اقدامات:

اس بیماری سے بچاؤ کے لیے سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ جانوروں کو بیماری کے آنے سے پہلے حفاظتی ٹیکہ جات لگوائے جائیں حفاظتی ٹیکہ جات اگر صحیح طریقے سے لگوائے جائیں تو ایک حفاظتی ٹیکہ ساری عمر کے لیے اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے اور بھیڑ بکریاں اس بیماری سے محفوظ ہوجاتی ہیں۔ پی پی آر کا حفاظتی ٹیکہ فی جانور ایک ملی لیٹر کے حساب سے زیر جلد لگایا جاتا ہے۔ بھیڑ بکریوں کے بچوں کو حفاظتی ٹیکے تین ماہ کی عمر کے بعد لگوائیں۔ پی پی آر کے حفاظتی ٹیکہ جات بازار میں بذریعہ نسخہ ویٹرنری سٹور سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

حفاظتی ٹیکہ جات سے بہترین نتائج حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ویکسین کی بوتل ہمیشہ ٹھنڈی اور خشک جگہ پر رکھیں۔ اور درج شدہ میعاد کے اندر حفاظتی ٹیکہ جات (Use Vaccine before expiry date) استعمال کو یقینی بنائیں۔ صرف صحتمند جانوروں کو مقررہ مقدار اور طریقے کے مطابق ٹیکہ لگوائیں۔ ہر دفعہ نئی سوئی استعمال کریں۔ زیر استعمال سرنج اور سوئیاں مکمل طور پر جراثیم سے پاک ہونے چاہئیں۔ تھکے ہوئے یا بیمار جانوروں کو ٹیکہ نہ لگوائیں۔ کوشش کریں کہ حفاظتی ٹیکہ جات صبح یا شام کے وقت لگوائیں۔ بیمار جانور کو قرنطینہ میں رکھیں۔ نیا جانور ریوڑ میں فی الفور داخل نہ کریں۔ پہلے قرنطینہ کریں۔ مردہ جانور اور دیگر آلائشیں بحفاظت زمین میں دفن کر دیں۔ جانوروں کے باڑے میں جراثیم کش سپرے باقاعدگی سے کریں۔ اپنے علاقائی مرکز برائے تشخیص و تحقیق، امراض حیوانات، وٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، چارسدہ روڈ پشاور اور وٹرنری ہسپتال کو بروقت آگاہ کرکے مدد لیں۔ تاکہ بروقت مرض پر قابو پایا جاسکے۔

پالتو جانوروں کی دیکھ بھال

ڈاکٹر آفتاب احمد، ڈاکٹر مطاہر علی میر، ڈاکٹر وسیم شاہد۔ لائیوسٹاک اور ڈیری ڈیویلپمنٹ (توسیع)، خیبر پختونخوا

تعارف: جانوروں اور انسانوں کا تعلق صدیوں پرانا ہے۔ اگر ہم تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ہمیں معلوم پڑتا ہے کہ بہت سے برگزیدہ شخصیات اور ایسے لوگ جنہوں نے تاریخ میں ناقابل فراموش کارنامے انجام دیئے ان کا جانوروں کے ساتھ نہ صرف بہت قریبی تعلق تھا بلکہ اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ انہوں نے جانوروں کو پال پوس کر گزارا۔ ہمارے معاشرے میں عمومی طور پر پالتو جانور رکھنا اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ نہ صرف مغربی معاشرے بلکہ کئی دوسرے معاشروں میں بھی کتے پالنے کا رواج ہے۔ کتا ایک ایسا جانور ہے جو نہ صرف مغربی معاشروں میں خاندان کے ایک فرد کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ بسا اوقات گھر کے چھوٹے موٹے کاموں میں مدد بھی دیتا ہے۔

فوائد:

1۔ تنہائی کا ساتھی:

کچھ فوائد غیر مادی بھی ہوتے ہیں جیسے کہ اُنس و محبت کے جذبات اور اپنائیت کا احساس۔ پالتو جانور یقیناً بہت اچھے ساتھی ہوتے ہیں۔ جو کہ انسان کو تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیتے۔ جانور کو چھونے اور اس کی دیکھ بھال کرنے سے انسان کے دل میں لطیف جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ سدھائے ہوئے جانور مالک کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ مالک جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو جانور فرطِ جذبات میں اس کی طرف لپکتا ہے۔ اس کے مالک کیلئے محبت کے جذبات ایسے ہوتے ہیں جیسے وہ اسی کے انتظار میں تھا۔ جن لوگوں کے ہاں پالتو جانور ہوتے ہیں اور وہ ان جانوروں سے پیار کا اظہار کرتے ہیں ایسے لوگ عموماً نرم دل ہوتے ہیں ان میں ہمدردی، رحم دلی، تکریم اور عزت دینے کا جذبہ ان لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے۔

2۔ وفادار:

جانوروں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ انسان انہیں روزانہ ایک ہی برتن میں ایک ہی جیسی خوراک بھی ڈالے تو وہ پھر بھی کبھی شکایت نہیں کریں گے نہ ہی ناشکری کریں گے بلکہ صبر شکر کر کے خاموشی سے کھا لیں گے۔ پالتو جانوروں کی وفاداری کا احساس اور لگاؤ انسان کیلئے اطمینان کا باعث ہوتا ہے۔ پالتو جانور نہ تو بحث کرتا ہے اور نہ ہی کوئی مزاحمت کرتا ہے انسان جیسا اسے چلانا چاہے چلا سکتا ہے۔ انسان عموماً کسی کی بات سننے اور سمجھنے کیلئے نہیں بلکہ اس کا جواب دینے کیلئے سنتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ کوئی تو ایسا ہو جو اس کے اشاروں کی زبان کو سمجھے، اس کے دل کی بات کو من و عن تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تعمیل بھی کرے۔

3۔ محافظ:

معذور لوگوں کیلئے خاص تربیت یافتہ پالتو جانور تیار کئے جاتے ہیں جو کہ روزمرہ زندگی میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ عسکری مہمات کیلئے کتوں اور کبوتروں کا استعمال کئی صدیوں سے ہوتا چلا آیا ہے۔ آج بھی دنیا کے تمام ممالک کی فوجوں میں کتوں کی بٹالین موجود ہیں اور ان کتوں کو رینک فوجی افسروں کی طرح ہی دیئے جاتے ہیں۔

4۔ شکاری:

شکار ایک تفریح بخش کھیل ہے۔کتوں کو باقاعدہ تربیت دے کر شکار کو پکڑنے یا ڈھونڈنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔جن گھروں میں آوارہ چوہوں کا مسئلہ ہو تو اُن کو ختم کرنے کیلئے بلیوں کو بھی رکھا جاسکتا ہے۔

دیکھ بھال کیلئے سفارشات

گھر پر جانور پالنے کیلئے صرف ان کا کھانا پینا ہی ضروری نہیں بلکہ ان کی صفائی اور صحت کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔جانوروں کی دیکھ بھال نہایت مشکل کام ہے کیونکہ یہ بہت حساس ہوتے ہیں اور بیماریاں ان پر تیزی سے اثر کرتی ہیں۔ یہ بے زبان جانور ہیں اپنی تکلیف نہیں بتا سکتے اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان کی تکلیف کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

1۔ رہائش: ہمیں جانوروں اور پرندوں سے محبت اور ان کی دیکھ بھال اور انہیں فطری اور آزادانہ ماحول فراہم کرنا چاہیئے۔ پالتو جانوروں کو بند گاڑی میں اکیلے نہ چھوڑیں، کچھ دیر کیلئے بھی نہیں اور کھڑکیوں کے شیشے کھول کر بھی نہیں۔ بہت گرمی میں ایسا کرنے سے آپ ان کی صحت کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔اور گھر میں ان کی جگہ مخصوص کریں تاکہ وہ پورے گھر میں گھومنے کی بجائے وہیں رہیں۔انھیں کچن اور گھر کے دوسرے کمروں میں نہ آنے دیں۔اس طرح کھانے کی چیزوں میں جراثیم آنے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

2۔ شناخت: آپ کے پالتو جانور کو ہر وقت پتہ اور شناخت کا ٹیگ پہنے ہونا چاہیئے۔بہتر یہ ہوگا کہ شناخت کے ساتھ اپنا گھر کا پتہ اور رابطہ نمبر بھی لگائیں تاکہ پالتو جانور کے گم ہو جانے کی صورت میں اسے ڈھونڈنا آسان ہو۔اس کے علاوہ اپنے پالتو جانور کے رجسٹریشن کی معلومات، پالنے کیلئے لینے کے کاغذات، حفاظتی ٹیکہ جات کے دستاویزات اور طبی ریکارڈز پلاسٹک کے ایک صاف تھیلے یا واٹر پروف برتن میں رکھیں۔آپ اور آپ کے پالتو جانور کی ایک ساتھ تصویر سے آپ کو ملکیت ثابت کرنے اور اپنے جانور کی شناخت میں دوسروں کی اعانت کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

3۔ صفائی: انسان تو اپنی صفائی خود کر لیتے ہیں لیکن یہ جانور اپنی صفائی خود نہیں کر سکتے اس لئے ضروری ہے کہ اس کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔انہیں باقاعدگی کے ساتھ چیچڑ، پسو اور جوؤں سے نجات دلانے والے "شیمپو" سے نہلایا جائے اس طرح ان کے جسم سے گرد، جراثیم اور بیرونی کِرم دور ہو جائیں گے۔اگر آپ کا جانور ٹھنڈ برداشت نہیں کر سکتا یا پانی سے نہیں نہا سکتا تو اسے ہلکے گیلے کپڑے سے صاف کر دیں۔جانوروں کے ساتھ گھر کی صفائی زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔اگر آپ کا پالتو جانور کتا یا بلی ہے تو گھر میں جگہ جگہ ان کے بالوں سے واسطہ پڑتا رہیگا۔ایسی جگہوں پر جہاں یہ عام طور پر بیٹھتے ہیں، پرانا تولیہ یا کپڑا بچھا دیں اور دھونے سے پہلے اس کپڑے کو گھر سے باہر جھاڑ دیں۔جانور کو برش سے روزانہ صاف کرنے سے بھی فالتو بال جھڑ جاتے ہیں اور جگہ جگہ نہیں گرتے۔گھر کو صاف رکھنے کیلئے جانور کو اس کے برتن میں کھانے کا عادی بنائیں اور اس کو مخصوص جگہ پر رکھ کر کھانا کھلائیں۔اس برتن کے نیچے پلاسٹک کا میٹ رکھیں اس طرح آسانی سے اس کی صفائی کی جاسکے گی۔اس طرح پرندوں کی بھی صفائی کی جائے تاکہ ان کے پر پورے گھر میں نہ پھیلیں۔ان کے پنجروں کو روزانہ صاف کیا جائے ان سے اٹھنے والی بو نہ صرف ناگوار ہوتی ہے بلکہ پرندوں کو بیمار بھی کر سکتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کے پنجرے اور کھانے اور پانی کے برتن کو بھی صاف رکھا جائے۔جانوروں کو گھر سے باہر نہ جانے دیں کیونکہ باہر جا کر کھیلنے سے وہ گندے ہو سکتے ہیں۔عوامی جگہوں پر کتوں کا فضلہ نہ صاف کرنا غیر صحت مندانہ، غیر ذمہ دارانہ اور خلافِ قانون ہے۔اگر بچے جانوروں سے کھیلتے ہیں تو کسی دوسری چیز کو ہاتھ لگانے سے پہلے انکے ہاتھ اچھی طرح دھلائیں۔اگر مناسب ہو تو اپنے پالتو جانور کی صفائی ستھرائی سے متعلق ضروریات کیلئے پالتو جانوروں کے فضلے کا تھیلا، اخبارات، کاغذی تولیے، پلاسٹک کے کوڑے والے تھیلے اور گھریلو کلورین بلیچ شامل کریں۔

4۔ خوراک: اپنے پالتو جانور کو صحت مند رکھنے کیلئے اچھی غذا دیں ہر وقت کھلانے کے بجائے وقت پر کھلائیں۔ پرندوں کیلئے بھی ان کی غذا کے بارے میں جاننا نہایت ضروری ہے۔یقینی بنائیں کہ آپ کے کتے کو دن بھر صاف پانی پینے کو ملے۔ پرندوں کی خوراک کو بند ڈبے ّ میں رکھیں تا کہ یہ خراب نہ ہو۔

5۔ ورزش: باقاعدہ ورزش جانور کی صحت کیلئے نہایت ضروری ہے اس کے بغیر جانور سست اور بھاری ہو جائے گا اور اسے بیماری کا بھی خطرہ ہوگا۔ جب اپنے کتے کے ساتھ باہر ہوں، تو اسے پکڑ کر رکھیں، ماسوائے کھلا چھوڑنے کیلئے متعین شدہ جگہوں کے۔ یہ آپ، آپ کے کتے اور دیگر لوگوں اور پالتو جانوروں کیلئے محفوظ ہے۔

6۔ کتوں اور بلیوں کو بانجھ بنانا:

پالتو جانور کی بیضہ دانی نکال دی جاتی ہے یا جنسی اعضاء کاٹے جاتے ہیں۔ یہ پالتو جانوروں کی ضرورت سے زیادہ آبادی کو بڑھنے سے روکتا ہے اور اِن کیلئے صحت کے کئی فوائد مہیا کرتا ہے اور انہیں ایک لمبی، خوش زندگی گزارنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔۔ پشاور میں لائیوسٹاک کے ضلعی دفتر میں آوارہ کتوں کی تعداد کو کم کرنے کیلئے ایک منصوبہ جاری ہے جس کے تحت آوارہ کتوں کو پکڑ کر آپریشن کے ذریعے ان کی بچہ دینے کی صلاحیت کو ختم کیا جاتا ہے۔

7۔ جانوروں کی حرکات وسکنات کو سمجھنا:

بلیوں کی دُم کی حرکت کو دیکھ کر اُن کی طبیعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دُم کی حرکت	بلی کا مزاج
نیچے کی طرف مڑی ہوئی اور آخری سرے سے اوپر کی طرف مڑی ہوئی	پرسکون
ہلکی سی اوپر کی طرف مڑی ہوئی	کسی چیز میں دلچسپی لینا
اوپر کی طرف سیدھی کھڑی ہو اور دُم کا آخری سرا آگے کی طرف مڑا ہوا ہو	دوستانہ مزاج
نیچے کی طرف اور ڈھیلی پڑی ہوئی	ڈری ہوئی
دائیں اور بائیں طرف تیزی سے ہل رہی ہو	بلی غصے میں ہے اور حملہ کرسکتی ہے
سیدھی اور دُم کے بال کھڑے ہوئے ہوں	جارحانہ اور قائدانہ مزاج
سیدھی ہو اور اپنی پوری لمبائی میں تھرتھرا رہی ہو	اپنے مالک کو دیکھ کر خیر مقدم کر رہی ہے

پالتو پرندوں کے پنجروں میں خوراک کے برتن یا برتن کے آس پاس والی جگہ پر اگر خوراک گری ہوئی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ پرندوں کو یا تو وہ خوراک پسند نہیں یا پھر خوراک ضرورت سے زیادہ ڈالی جا رہی ہے۔اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ یا تو پرندوں کی خوراک بدلی جائے یا پھر تھوڑی خوراک ڈالا کریں۔ اگر پرندے خوراک کے برتنوں کے آس پاس لڑائی کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اُن کیلئے جگہ تنگ ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ اُن کیلئے بڑی جگہ اور خوراک کے زیادہ برتن رکھے جائیں۔

8۔ پالتو جانوروں کے دانت:

اگرچہ پالتو جانوروں میں دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریاں شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں لیکن انہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔دانتوں کی صحت

کا خیال رکھنے سے پالتو جانوروں کی زندگی میں مزید سالوں کا اضافہ ہوتا ہے۔فروری کا مہینہ پالتو جانوروں کے دانتوں کی صحت کا مہینہ تصور کیا جاتا ہے۔دانتوں کی صحت کیلئے مندرجہ ذیل سفارشات ہیں:

☆ دانتوں کی اچھی اور مناسب صحت کو برقرار رکھنے کیلئے جانوروں کو صحیح خوراک دینا انتہائی ضروری ہے۔

☆ پالتو جانوروں کا منہ کھول کر ایک اچھی نظر ڈالیں اور اگر کوئی غیر معمولی چیز نظر آتی ہے تو جلد ہی ویٹرنری ہسپتال سے رابطہ کریں۔

☆ جانوروں کے دانتوں کو باقاعدگی سے برش کرنے سے دانتوں کے مسائل کو کافی حد تک روکا جاسکتا ہے۔پالتو جانوروں کے اپنے توتھ برش اور توتھ پیسٹ مارکیٹ سے خریدے جاسکتے ہیں۔

☆ پالتو جانوروں کو ہر کھانے کے بات کُلی کرنا یا پھر منہ دھونے کی عادت ڈلوائیں۔

9۔ موسمِ گرما کی شدت سے بچانا:

موسم گرما میں پالتو جانور کی ورزش کیلئے صحیح وقت کا انتخاب کریں۔طویل ورزش یا کھیل کود کے بعد جانور کو برف دے سکتے ہیں جس سے وہ کھیل سکتا ہے اور ٹھنڈک بھی محسوس کرسکتا ہے۔موسمِ گرما میں جانور کے بال ترشوائیں۔ بہت زیادہ ہانپنا، سستی، پیروں پر پسینہ آنا، رال کا زیادہ ٹپکنا، قے، زبان یا منہ کا سرخ اور جسم کا درجہ حرارت زیادہ ہونا "ہیٹ اسٹروک" کے اشارے ہوسکتے ہیں۔ایسا ہونے پر فوری طور پر اسے ٹھنڈے پانی کے ٹب میں داخل کریں یا اس پر ٹھنڈے پانی کا چھڑکاو کریں۔بہتر ہے کہ آپ جانور کو براہ راست دھوپ میں نہ لے جائیں۔لیکن اگر وہ ہیٹ سٹروک کا شکار ہے تو اسے ٹھنڈے یا اے سی والے کمرے میں رکھیں۔اسے ایک گیلے کپڑے سے ڈھک دیں۔ویٹرنری ڈاکٹر کے پاس لے جائیں اور علاج کروائیں اور مسلسل اس پر نظر رکھیں۔پرندے بہت نازک ہوتے ہیں اور زیادہ درجہ حرارت سے بری طرح متاثر ہوسکتے ہیں تو اگر باہر بہت گرمی ہو تو ان کو گھر کے اندر ہی رکھیں، درجہ حرارت بڑھنے پر ان پر پانی چھڑکیں۔

10۔ بیماریوں سے روک تھام:

جانور حساس ہوتے ہیں اور مختلف بیماریاں ان پر اثر انداز ہوسکتی ہیں اس لئے ان سے بچاؤ کیلئے جانوروں کو ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ہر جانور کیلئے الگ ٹیکے ہوتے ہیں۔یہ نہ صرف جانور کو بیماری سے بچاتے ہیں بلکہ انسانوں کو بھی ان جانوروں کے کاٹنے سے ہونے والے نقصان سے بچاتے ہیں۔ اپنے جانوروں کا باقاعدگی کے ساتھ چیک اپ کراتے رہیں اس طرح کسی بیماری کے خطرے سے آپ پہلے ہی آگاہ ہوجائیں گے اور آپ کا جانور شدید بیماری سے بچ جائے گا۔

☆ ابتدائی طبی امداد:

اپنے علاقے کے ویٹرنری ہسپتال سے معلوم کریں کہ آپ کے پالتو جانور کی طبی ضروریات کیلئے کیا مناسب ہے۔زیادہ تر کِٹس میں روئی کے بینڈیج رولز، بینڈیج ٹیپ اور قینچیاں؛ انٹی بایوٹک مرہم؛ چیچڑ اور جوں کو روکنے والی تدابیر؛ ربر کے دستانے، آئسو پروپائل الکحل اور سلائن کا محلول شامل ہونا چاہیئے۔بلیاں بہت حساس ہوتی ہیں اور انہیں ادویات دیتے وقت خاص خیال رکھنا چاہیئے مثلاً پیراسیٹامال (پیناڈال) کی گولی بلیوں کیلئے جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ بلیوں کو کبھی بھی اپنی طرف سے دوائیاں نہیں کھلانی چاہیئے اور اپنے قریبی سرکاری شفاخانہ حیوانات کے مشورے سے ہی علاج کروائیں۔

☆ اندرونی و بیرونی کِرم:

پالتو جانوروں میں اندرونی اور بیرونی کِرم ایک مستقل مسئلہ ہے۔یہ کِرم جانوروں کے جسم سے اپنی خوراک لیتے ہیں اور ایک جانور

سے دوسرے جانور میں بیماریوں کے پھیلاؤ کا سبب بنتے ہیں۔ان کِرموں کی وجہ سے جانوروں کا وزن کم ہوتا ہے اور زیادہ تر جانوروں میں اسہال کا سبب بنتے ہیں۔جن جانوروں کو کِرموں کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے اُن کی چمڑی اور بالوں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔خون کے اندر موجود خوردبین سے نظر آنے والے کِرم جانوروں کیلئے جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔اندرونی کِرموں کے نقصانات سے بچنے کیلئے جانوروں کو کرم کُش ادویات دی جاتی ہیں اور بیرونی کِرموں سے بچنے کیلئے جانوروں کو مخصوص ادویات سے نہلایا جاسکتا ہے۔

☆ پرندوں میں اسہال:

پالتو پرندوں کا سب سے عام مسئلہ اُن میں سالمونیلا کی وجہ سے اسہال ہے۔جن پرندوں کو یہ مرض لاحق ہوتا ہے وہ ایک سے چار دنوں میں مرجاتے ہیں۔ایک دفعہ یہ بیماری آجائے تو پھر پنجروں کو اس بیماری کے جراثیم سے مکمل طور پر صاف کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

پالتو جانوروں کو سفر میں ساتھ لے کر جانے کیلئے سفارشات:

جانوروں کو اکثر پنجرے میں رکھ کر سفر کیلئے لے جایا جاتا ہے۔اس بات کا خیال رہے کی پنجرہ اتنا بڑا ہونا چاہیئے کہ آپ کا جانور اس میں کھڑا ہوسکے،گھوم سکے اور لیٹ سکے۔پالتو جانوروں کیسفر میں دباؤ کو کم کرنے کیلئے جانور کی اپنی کوئی چیز (کمبل یا کھلونا) ساتھ لے کر سفر کریں۔اپنے تھیلے میں پسندیدہ کھلونے،کھانے کی چیزیں یا بستر شامل کریں۔شناسا چیزوں سے آپ کے پالتو جانور کے تناؤ کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔جانور کو سفر کے پہلے ہلکی خوراک اور تھوڑا پانی دیں۔بعض مقامات پر سفر کرنے اور ہوٹل میں رہائش کیلئے جانوروں کا صحت سرٹیفیکیٹ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔صحت سرٹیفیکیٹ کی ایک ایلیٹر انک کاپی اپنے ساتھ رکھیں تاکہ ضرورت پڑنے پر کسی بھی وقت استعمال میں لاسکیں۔آپ کے پالتو جانور کے ساتھ سفر شروع کرنے سے پہلے آپ جس علاقے کا دورہ کررہے ہیں وہاں کے قریبی سرکاری شفاخانہ حیوانات کا رابطہ نمبر اور پتہ پہلے سے معلوم کرلیں تاکہ ضرورت پڑنے پر رابطہ کیا جاسکے۔

ویلفیئر: ہمیں چاہیئے کہ اگر کوئی جانور زخمی دیکھیں تو اسے فوری جانوروں کے اسپتال پہنچائیں۔باولا پن ایک ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور یہ انسانوں کو کسی باولے جانور کے کاٹنے سے ہوسکتی ہے اور انسانی جان قیمتی ہے۔جانوروں کی ویلفیر کیلئے پاکستان میں پریونشن آف کرولٹی ٹو اینیملز 1860 کا قانون نافذ ہے۔عوام سے درخواست ہے کہ پالتو جانوروں اور بار برداری کیلئے استعمال ہونے والے جانوروں کا خیال رکھیں اور اسکولوں میں استاد بھی بچوں کو یہ سکھائیں کہ ہمیں جانوروں کے ساتھ زیادتی نہیں کرنی چاہیئے۔ہمارے معاشرے میں راہ چلتے جانوروں مثلاً کتے اور بلی کو پتھر مارنے کا رواج عام ہے۔یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں لوگ کتوں سے ایک شدید قسم کے خوف میں مبتلا ہیں،بچوں کو بتایا جاتا ہے کہ کتے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور کاٹ کے بھاگ نکلتے ہیں۔حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ایسی بہت سی ویلفیئر آرگنائزیشن ہیں جو پالتو جانوروں کو مفت میں تحفظ فراہم کرتے ہیں کیونکہ ایسے بہت سارے پالتو جانور ہیں جنھیں گھر کی ضرورت ہوتی ہے۔

محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈیویلپمنٹ،خیبر پختونخواہ سات ضلعوں (پشاور،مردان،بنوں،کوہاٹ،ڈیرہ اسماعیل خان،سیدوشریف اور ایبٹ آباد) میں پالتو جانوروں کیلئے جدید طرز پر مخصوص شفاخانے/ہسپتال چلا رہا ہے۔ان ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل سہولیات موجود ہیں:

1. بیماریوں کی تشخیص کیلئے خون کے نمونے ٹیسٹ کرنے کی مشینیں،الٹراساؤنڈ مشینیں اور ایکس-رے کی مشینیں۔
2. علاج اور سرجری کی سہولت۔
3. حفاظتی ٹیکہ جات اور کُرم کُش ادویات کی فراہمی۔
4. عوام کی آگاہی برائے حیوان آوردہ بیماریاں،جانوروں کی ویلفیئر اور آوارہ کتوں کیلئے کتابچے وغیرہ مہیا کرنا۔

ضروری ہدایت برائے ماہی پروری

اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز، تربیلہ اینڈ خانپور ڈیم، ہری پور

مچھلی فارمنگ سے بھرپور طریقے سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے ماہی پروری کو جدید اور صحیح خطوط پر چلانا ضروری ہے جس کے لیے ذیل میں چند ضروری تجاویز دی گئی ہیں جن پر عمل درآمد سے حوصلہ افزا نتائج متوقع ہیں۔

زرخیزی پروگرام (Fertilization)

مچھلی فارم سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے پانی کی زرخیزی بڑھانے کے متعدد اقدامات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ زرخیزی پانی وہ ہوتا ہے جس میں کہ خوردبینی آبی حیات کی تعداد اتنی ہوتی ہے کہ بچہ مچھلی کی ابتدائی بڑھوتری کی ضروریات کو مکمل طور پر پورا کر سکے۔ خوردبینی آبی حیات مچھلی کی قدرتی خوراک کا ایک اہم وسیلہ ہوتے ہیں۔ پانی میں ان خوردبینی آبی حیات کو مطلوبہ حد تک برقرار رکھنے میں نامیاتی اور غیر نامیاتی کھادیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ تالابوں میں ان کھادوں کا استعمال درج ذیل پروگرام کے مطابق کیا جانا چاہیے۔

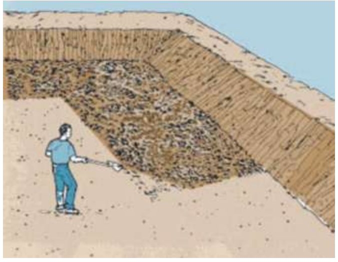

قسم کھاد	مقدار فی ایکڑ	دورانیہ
ڈی اے پی	9 کلوگرام	--
یوریا	2 کلوگرام	ہر پندرھواڑہ
نامیاتی کھاد	500 کلوگرام	یعنی 15 دن بعد

نامیاتی کھادیں بحساب 1000 تا 1200 کلوگرام فی ایکڑ تالاب کو خشک کرکے تالاب کی تہہ میں بکھیر دیں۔

طریقہ استعمال:

نامیاتی کھادوں (گوبر، مرغیوں کی بیٹ وغیرہ) کو تالاب خشک کرنے کے بعد تالاب کی تہہ میں یکساں طور پر پھیلا دیں۔ اس کے بعد تالاب میں تقریباً ایک فٹ پانی بھر کر تالاب کے پانی میں ان بجھا چونا بحساب 400 کلوگرام فی ایکڑ ڈال دیں۔ جس سے نہ صرف غیر مطلوبہ جانداروں کا خاتمہ ہوگا۔ بلکہ پانی کی زرخیزی میں اضافہ ہوگا۔ اور تالابوں کے پانی کی تیزابیت بھی ختم ہوگی۔ اس کے بعد تالابوں کو صاف پانی سے بھر کر غیر نامیاتی کھادیں درج شدہ گوشوارہ کے مطابق پانی میں حل کرکے ڈال دینا چاہیے یا پھر ان غیر نامیاتی کھادوں کو درج ذیل فارمولا کے مطابق ایک بوری میں بند کرکے تالاب کے ایک کونے میں رکھ دیں۔ اس طرح سے یہ کھادیں پانی میں آہستہ آہستہ حل ہوتی رہیں گی۔

فارمولا:

1. ایمونیم سلفیٹ: 100 پونڈ
2. سپر فاسفیٹ: 40 پونڈ
3. پوٹاشیم: 10 پونڈ
4. چونے کا سفوف: 20 پونڈ

تالاب میں مچھلیوں کو ڈالتے وقت اس اصول کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ تالاب میں موجود تمام قدرتی خوراک کا ممکنہ حد تک استعمال ہو سکے۔اس اصول کے مطابق تالاب میں ایک ہی قسم کی مچھلی پالنے (Monoculture) سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو پاتے لہٰذا مختلف عادات کی حامل مچھلیوں کو اکٹھا پالنا (Polyculture) چاہیئے .تا کہ تالاب کی مختلف سطحوں میں موجود خوراک کا ممکنہ حد تک استعمال ہو سکئے . اس کے لئے ہمارے ہاں مقامی مچھلیوں رہو، موری، تھیلا کے ساتھ ساتھ غیر مقامی مچھلیوں گراس، کراپ، سلور، کارپ اور گلفام پائی جاتی ہیں کیونکہ مذکورہ بالا مچھلیاں ایک زرخیز تالاب سے اپنی اپنی ترجیحات کے مطابق خوراک حاصل کرتی ہیں جو کہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں .ان مچھلیوں کو اگر نرسری یا پیداواری تالابوں میں ایک خاص تناسب سے اسٹاک کیا جائے تو ممکنہ پیداواری ہدف حاصل کیا جاسکتا ہے .نرسری تالابوں میں بچہ مچھلی کی سٹاکنگ درج ذیل گوشوارہ کے مطابق کرنی چاہیے .

جب نرسری تالابوں میں بچہ مچھلی کا وزن 100 گرام سے 200 گرام تک ہو جائے تو انھیں تالابوں میں منتقل کردیا جائے .جن کی سٹاکنگ درج ذیل گوشوارہ کے مطابق کرنی چاہیے .

پیداواری تالاب فی ایکڑ

نمبر شمار	قسم مچھلی	وزن مچھلی	تعداد	تناسب
.1	رہو	100 سے 200 گرام تک	310	3
.2	موری	100 سے 200 گرام تک	103	1
.3	تھیلا	100 سے 200 گرام تک	103	1
.4	گراس کارپ	100 سے 200 گرام تک	103	1
.5	سلور کارپ	100 سے 200 گرام تک	103	1
.6	چائنا فش کامن کارپ	100 سے 200 گرام تک	206	2

زرعی سفارشات برائے ماہ مارچ

مسور مسور پر سنڈی ماہ مارچ میں حملہ کرتی ہے۔سنڈی کونپلوں، پھولوں اور پھلوں کو آہستہ آہستہ کھاتی رہتی ہے۔اس کو کنٹرول کرنے کیلئے مناسب زہر کا سپرے کریں۔مطلوبہ تدارک نہ ہونے کی صورت میں 10-15 دن بعد پھر سپرے کریں۔بیماری کے انسداد کیلئے محکمہ زراعت کے نزدیکی دفتر سے رابطہ کریں اور مشورہ طلب کریں۔

بہاریہ سورج مکھی مارچ میں کاشت ہونے والے علاقوں میں بجائی مکمل کریں۔پرانی فصل کی گوڈی اور چھدرائی کریں پانی دے کر پودوں کو گوڈ کے ساتھ مٹی چڑھائیں۔تاکہ جڑیں مضبوط ہوں اور پودے آندھی طوفان سے گرنہ پڑیں۔

بہاریہ سویابین سویابین کی بہاریہ فصل کی کاشت کیلئے آب پاش علاقوں میں موزوں وقت مارچ کا پہلا پندرواڑہ ہے جبکہ بارانی علاقوں میں سالانہ اوسط بارش 20 سے 30 انچ ہوتو سویابین جون جولائی میں کاشت ہوسکتی ہے۔اس کا بیج 40 سے 45 کلوگرام فی ایکڑ کافی ہوتا ہے۔ترقیافتہ بیج مینگورہ سوات اور ترناب سے میسر ہے۔